Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس ۔ مفتی محمد امجد ۔ حکیم محمد فیضان ۔ غفار الحق

فی شمارہ............ 25 روپے

سالانہ............ 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....انقلاب وآزادی مارچ کے نتائج...........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط۱۲۰)....حج میں تجارت اور پیشہ اختیار کرنے کی اجازت...// // ۵

درسِ حدیث ....نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط۱)...// // ۱۱

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی..ادارہ ۱۴

عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال....................................مولانا غلام بلال ۱۶

جنت میں بھوک ہوگی؟ (جنت کے قرآنی مناظر:۲۵)..............................مفتی محمد امجد حسین ۱۸

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط:۲)..............................// // ۲۱

قرآن مجید وغیرہ کو بے وضو چھونے کے احکام (وضو کے مسائل واحکام، قسط۲)...........مفتی محمد یونس ۲۴

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (قسط۲)..مولانا غلام بلال ۲۷

ماہِ رمضان: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.............مولانا طارق محمود ۳۱

علم کے مینار:...........امام شافعی کی مصر آمد اور وفات............مولانا محمد ناصر ۳۳

تذکرۂ اولیاء:................حضرت ابوبکر کی کمزور مسلمانوں کی مدد...............// // ۳۷

پیارے بچو!..........................بڑی عید اور قربانی..........................// // ۴۱

بزمِ خواتین ....گھریلو ناچاقی اور اس کے اسباب (قسط۲)..........مولانا طلحہ مدثر ۴۳

آپ کے دینی مسائل کا حل.......عُشر کے نصاب کی تحقیق (قسط۲).........ادارہ ۵۰

کیا آپ جانتے ہیں؟... کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط۵)...مفتی محمد رضوان ۵۸

عبرت کدہ .... حضرت آدم اور مسئلہ عصمتِ انبیاء........مولانا طارق محمود ۷۴

طب وصحت............ہلدی Turmeric کے اوصاف وخواص......مفتی محمد رضوان ۷۷

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...............مولانا محمد امجد حسین ۸۰

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۸۱

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر۱۱ (۱۴۳۵ھ) کی اجمالی فہرست..........................مولانا طارق محمود ۸۳

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

انقلاب وآزادی مارچ کے نتائج

وطنِ عزیز کے دارالحکومت''اسلام آباد'' میں ڈاکٹر طاہر القادری کے انقلاب مارچ اور عمران خان کے آزادی مارچ کو ایک مہینہ سے زیادہ ہوگیا ہے، اور چالیس دن مکمل ہونے کو ہیں، گویا کہ یہ دونوں دھرنے چلہ کشی کی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

ان دھرنوں کے مقاصد وعزائم کیا ہیں، اور دونوں دھرنوں میں باہم کس طرح کی مناسبت ومطابقت ہے؟ اس طرح کے کئی سوالات سے کافی حد تک پردہ اٹھ چکا ہے، اور باقی ماندہ حد تک آنے والے وقت میں امید ہے کہ پردہ اٹھ جائے۔

دونوں دھرنوں کے رہنماؤں کی طرف سے اس درمیان مختلف اداروں اور افراد پر کیا کیا الزامات لگائے گئے، اور کس طرح کی غیر سنجیدہ وغیر اخلاقی زبان استعمال کی گئی اور کس طرح سے بار بار ادَل بدَل کر دعوے کئے جاتے رہے، اور آج کل کی زبان میں کس طرح سے یوٹرن لیا جاتا رہا، اور اپنے مقاصد وعزائم کو پورا کرنے کے لئے قوم کو کس طرح سے اُکسانے اور ملک بلکہ ریاست کے خلاف بھڑکانے بلکہ بغاوت کرانے اور انارکی پھیلانے کی کوشش کی جاتی رہی، اور آئین وقانون کی کس کس طرح قدم قدم پر خلاف ورزیاں کی گئیں، یہ تمام باتیں اہلِ دانش اور انصاف پسندوں سے مخفی نہیں۔

اس بحران پر قابو پانے اور ملک وریاست کی حفاظت کے لئے ایک حد تک سیاسی اور جمہوری پارٹیوں نے اگرچہ اپنا کردار ادا کیا ہے، لیکن ملک کے دیگر بڑے اداروں کی طرف سے جس کی ضرورت تھی، اس کے مطابق کارنامہ انجام نہیں دیا گیا، جس کے نتیجہ میں کئی قسم کے شکوک وشبہات نے جنم لیا۔

اس تمام صورتِ حال کے نتیجہ میں موجودہ حالات نے ایک مرتبہ پھر ثابت کردیا ہے کہ وطنِ عزیز کے بڑے اداروں میں ہم آہنگی اور ایک دوسرے کی مؤثر اعانت کرنے اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے میں کافی حد تک کمزوری پائی جاتی ہے، جوکہ افسوسناک صورتِ حال ہے۔

چنانچہ پارلیمنٹ اور بعض دیگر سرکاری ادارے، جوکہ ریاست کی علامت سمجھے جاتے ہیں، دھرنوں کے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رہنماؤں وشرکاء کی طرف سے ان کے خلاف زبانی حملوں کے علاوہ دست اندازی کی شکل میں بھی حملے کئے گئے، پارلیمنٹ اور وزیراعظم ہاؤس کا گھیراؤ کرنے کی کوشش کی گئی، اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا گیا، اور اتنے سنگین جرائم سرزَد ہونے کے باوجود حکومت کی طرف سے صبر وتحمل کا مظاہرہ ہوتا رہا، ساتھ ہی حفاظتی انتظامات کو بروئے کار لانے کے لئے بعض اقدامات وانتظامات کئے گئے، اور کسی اقدامی تشدد وجارحیت کے بغیر صرف دفاعی حد تک کارروائیاں کی گئیں، لیکن ذرائع ابلاغ سمیت بعض حلقوں کی طرف سے ان اقدامات پر بے جا تشدد وجارحیت کا الزام عائد کیا گیا، بلکہ اس سلسلہ میں مقدمات کا بھی اندراج کیا گیا۔

مگر یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ملک وریاست کی حفاظت کے لئے صرف دفاعی حد تک کئے جانے والے اقدامات کو بھی ناجائز قرار دیا جائے، تو پھر ملک اور ریاست کی حفاظت کا اور کون سا طریقہ ہوسکتا ہے، اور دراندازوں سے کس طرح ملک وریاست کی حفاظت ممکن ہوسکتی ہے؟

دوسری طرف نئے پاکستان کا دعویٰ کرنے والے عمران خان اور ان کے انقلاب اور غربت کے خاتمہ کا دعویٰ کرنے والے حمایتی ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو صوبہ خیبر پختونخوا میں اس آزادی اور انقلاب برپا کرنے میں نامعلوم کونسی چیز حائل نظر آتی ہے؟

اندریں حالات ہماری تمام سول اور غیر سول اداروں، جماعتوں اور وطنِ عزیز کا درد رکھنے والے طبقوں سے گزارش ہے کہ خدارا، ملک وریاست کی حفاظت اور آئین وقانون کی بالادستی کے لئے یک جان ہوکر مؤثر کردار ادا کریں، اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر موجودہ بحران سے نکلنے کے لئے عدل وانصاف کی راہ کو اختیار کریں، اور آدھے تیتر، آدھے بٹیر والے کردار سے بچنے کی کوشش کریں، تاکہ ملک وریاست کے خلاف کسی بھی قسم کے خفیہ ایجنڈے کے تحت ہونے والی سازشوں کو ناکام بنایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اہم اعلان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی میں حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب جمعہ کا خطاب 12 بجے دن شروع فرماتے ہیں، اور نمازِ جمعہ کا قیام پونے ایک بجے (12:45) ہوتا ہے اور نمازِ جمعہ کے بعد عوام کے لئے شرعی مسائل کے سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط۱۲۰، آیت ۱۹۸) مفتی محمد رضوان

حج میں تجارت اور پیشہ اختیار کرنے کی اجازت

لَيُسَ عَلَيُكُمُ جُنَاحٌ أَنُ تَبُتَغُوا فَضُلًا مِنُ رَّبِّكُمُ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۹۸)

ترجمہ: نہیں ہے تم پر کوئی حرج اس میں کہ تلاش کرو تم فضل کو اپنے رب کے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

جاہلیت کے زمانہ میں عرب کے لوگوں نے جس طرح عبادات اور معاملات کو مسخ کر کے ان میں طرح طرح کی بے جا رسمیں شامل کر لی تھیں، اسی طرح حج کے افعال میں بھی طرح طرح کی بیہودگیاں اختیار کر لی تھیں، منیٰ کے عظیم اجتماع میں ان کے خاص، خاص بازار لگتے تھے، تجارتوں کے فروغ کے لیے نمائشیں لگائی جاتی تھیں، جب اسلام آیا اور مسلمانوں پر حج فرض کیا گیا تو اس قسم کی بے ہودہ رسموں کا قلع قمع کیا گیا، صحابہ کرام جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کرنے والے تھے، ان کو یہ خیال ہوا کہ حج کے زمانہ میں ضرورت کے تحت تجارت کرنا یا مزدوری کر کے کچھ کما لینا بھی شاید زمانۂ جاہلیت کی رسموں میں سے ہو، اور شرعاً اس کی اجازت نہ ہو، احادیث کی رو سے مذکورہ آیت میں بے ہودہ رسموں اور غلو سے بچ کر حج کے زمانہ اور سفر میں تجارت اور مزدوری وغیرہ کی اجازت دے دی گئی۔

چنانچہ حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ:

قَالَ: ابُنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنُهُمَا: كَانَ ذُو الُمَجَازِ، وَعُكَاظٌ مَتُجَرَ النَّاسِ فِي الُجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الُإِسُلَامُ كَأَنَّهُمُ كَرِهُوُا ذٰلِكَ، حَتّٰى نَزَلَتُ: لَيُسَ عَلَيُكُمُ جُنَاحٌ أَنُ تَبُتَغُوُا فَضُلًا مِنُ رَّبِّكُمُ فِيُ مَوَاسِمِ الُحَجِّ (صحيح البخارى، رقم الحديث ۱۷۷۰، باب التجارة أيام الموسم، والبيع فى أسواق الجاهلية)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجاز اور عکاظ قبیلہ کے لوگ جاہلیت کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے، پھر جب اسلام آ گیا، تو مسلمانوں نے گویا کہ اس تجارت

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کو(جاہلیت والوں کا کام ہونے کی وجہ سے)مکروہ سمجھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ:

”لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَنۡ تَبۡتَغُوا فَضۡلًا مِنۡ رَّبِّكُمۡ “

”نہیں ہے تم پر کوئی حرج اس میں کہ تلاش کرو تم فضل کو اپنے رب کے“

حج کے زمانے میں(بخاری)

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ:

أَتٰی رَجُلٌ ابۡنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ:إِنِّیۡ أَجَّرۡتُ نَفۡسِیۡ مِنۡ قَوۡمٍ فَتَرَکۡتُ لَهُمۡ بَعۡضَ أُجۡرَتِیۡ أَوۡ أَجۡرِیۡ لَوۡ یُخَلُّوۡا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ الۡمَنَاسِکِ، فَهَلۡ یُجۡزِءُ ذَلِکَ عَنِّیۡ؟ فَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ:نَعَمۡ هٰذَا مِنَ الَّذِیۡنَ قَالَ اللّٰهُ:أُوۡلٰئِکَ لَهُمۡ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَسَبُوۡا وَاللّٰهُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ (صحیح ابن خزیمة، رقم الحدیث ۳۰۵۳،مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۰۹۹،باسناد صحیح)

ترجمہ:ایک آدمی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو کچھ لوگوں کو اجرت پر پیش کیا ہے(کہ میں حج کے دوران اجرت پر ان کا سامان اٹھاؤں گا)اور میں نے اپنی اجرت یا مزدوری میں سے کم کر دیا، تاکہ وہ مجھے حج کے اعمال ادا کرنے دیں، تو کیا یہ حج میری طرف سے ادا ہو جائے گا؟ تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں! یہ عمل تو ان لوگوں میں سے ہے، جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ:

”أُوۡلٰئِکَ لَهُمۡ نَصِیۡبٌ مِمَّا کَسَبُوۡا وَاللّٰهُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ“

یہ لوگ ہیں کہ جن کے لئے حصہ ہے ان چیزوں میں سے، جو انہوں نے کمایا، اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے(ابنِ خزیمہ، حاکم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ اس طرح آپ کا حج ادا ہو جائے گا، اور آپ کا اجر و ثواب ضائع نہیں ہوگا، بلکہ جو کچھ آپ عمل کریں گے، اس کا ثواب حاصل ہوگا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد حضرت عطاء کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] (أخبرنا) : مُسۡلِمُ وسَعِید، عن ابن جُرَیۡج، عن عَطَاءٍ-:أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابۡنَ عَبَّاسٍ رضی اللّٰه عنهما فقال : أُوَاجِرُ نَفۡسی مِنۡ هؤلاءِ القومِ فَأَنۡسُکُ مَعَهُمُ المناسِکَ هل یُجۡزِی عَنِّی؟ فقال ابنُ عباسٍ :نعم "أُوۡلٰئِکَ لَهُمۡ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ابوامامہ تیمی سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ رَجُلاً أُكَرِّیُ فِیُ هٰذَا الْوَجْهِ وَكَانَ نَاسٌ یَقُوْلُوْنَ لِیُ إِنَّهُ لَیْسَ لَکَ حَجٌّ فَلَقِیْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ:یَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنِّیُ رَجُلٌ أُكَرِّیُ فِیُ هٰذَا الْوَجْهِ وَإِنَّ نَاسًا یَقُوْلُوْنَ لِیُ: إِنَّهُ لَیْسَ لَکَ حَجٌّ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:أَلَیْسَ تُحْرِمُ وَتُلَبِّی وَتَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَتُفِیْضُ مِنْ عَرَفَاتٍ وَتَرْمِی الْجِمَارَ قَالَ :قُلْتُ :بَلٰی، قَالَ : فَإِنَّ لَکَ حَجًّا، جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ مِثْلِ مَا سَأَلْتَنِیُ عَنْهُ، فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُجِبْهُ حَتّٰی نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ (لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ) فَأَرْسَلَ إِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأَ عَلَیْهِ هٰذِهِ الْآیَةَ وَقَالَ : لَکَ حَجٌّ (سنن أبی داؤد، رقم الحدیث ۱۷۳۳، باب الکری،باسناد صحیح)

ترجمہ: میں حج کے زمانہ میں سواری کرایہ پر چلاتا تھا،اورلوگ کہتے تھے کہ اس طرح تیرا حج نہیں ہوتا، پھر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن میں ایک ایسا شخص ہوں جو حج کے سفر میں لوگوں کو کرایہ پر سواری دیتا ہوں،اورلوگ کہتے ہیں کہ تیرا حج نہیں ہوتا،تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو احرام نہیں باندھتا،تلبیہ نہیں پڑھتا، بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا، عرفات سے نہیں لوٹتا اور کنکریاں نہیں مارتا؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں (میں یہ سب کام کرتا ہوں) تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو پھر تیرا حج درست ہے،اسی طرح ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آیا تھا اور اس نے بھی یہی سوال کیا تھا جیسا کہ تو نے مجھ سے کیا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ:

"لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَّبِّكُمْ"

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ نَصِیْبٌ مِمَّا كَسَبُوا وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَاب (أفاد الحدیث أن الحج یسقط عن الحاج ولو کان فی صحبة قوم حجاج یخدمهم بأجر أی أن الکسب الذی یصادفه الحاج فی سفره لا یمنع من قبول حجه وعلی هذا فلو أتجر الحاج فی حجه لم یضره ذلک وإن کان الأفضل التفرغ له ویشهد لذلک قوله تعالی :لیس علیکم جناح أن تبتغوا فضلا من ربکم فقد فسرت بمواسم الحج وفی مسلم أکثر من حدیث فی عدم منافاة التجارة والکسب للحج(مسند الإمام الشافعی، کتاب الحج،الباب الأول)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

''نہیں ہے تم پر کوئی حرج اس میں کہ تلاش کرو تم فضل کو اپنے رب کے''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کرنے والے شخص کو بلایا، اور یہ آیت اس کو قرائت کر کے سنائی، اور فرمایا کہ تیرا حج درست ہے (ابوداؤد)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حج کے دوران کوئی بیع وشراء یا مزدوری کرے، تو اس میں گناہ نہیں، البتہ عرب کے کفار نے جو حج کو تجارت کی منڈی اور نمائش گاہ بنالیا تھا اس کی اصلاح قرآن کے دو لفظوں سے کر دی گئی۔

ایک تو یہ کہ جو کچھ کمائیں اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور عطا سمجھ کر حاصل کریں شکر گذار رہوں، صرف سرمایہ سمیٹنا مقصد نہ ہو، فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرے لَیۡسَ عَلَیۡكُمۡ جُنَاحٌ کے لفظ نے یہ بتلا دیا کہ اس کمائی میں تم پر کوئی گناہ نہیں جس میں ایک اشارہ اس طرف ہے کہ اس سے بھی بچا جائے، اور حج کے سفر کو حج کے لیے خالص رکھا جائے، تو بہتر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حج کے ساتھ تجارت وملازمت کی نیت کرنے سے حج کرنا جائز ہوتا ہے، جیسا کہ آج کل بعض لوگ ''خدام الحجاج'' کے تحت جا کر حج کرتے ہیں، اور یہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ کوئی شخص روزہ رکھے اور صحت مند ہونے کی بھی نیت کرے، اور کوئی شخص وضو کرے اور ساتھ ہی ٹھنڈک حاصل کرنے اور اعضاء کی صفائی ونظافت کی بھی نیت کرے، اور کوئی جہاد کرے اور ساتھ ہی مالِ غنیمت کے حصول کی بھی نیت کرے، کیونکہ ان میں سے کسی نیت میں بھی مخلوق کی تعظیم نہیں پائی جاتی، برخلاف اس کے کہ مذکورہ اعمال میں ریاء کاری شامل ہو کہ یہ جائز نہیں، کیونکہ اس میں مخلوق کی تعظیم پائی جاتی ہے۔

یہاں تک تو جائز وناجائز ہونے کے اعتبار سے بحث تھی، جہاں تک اخلاص اور ثواب وقبولیت کا تعلق ہے، تو اس سلسلہ میں بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ جس نے اصل مقصود حج کو بنایا نہ کہ تجارت اور مزدوری کو، اور ضمناً تجارت ومزدوری کا بھی قصد وارادہ کیا، تو اس کا حج تو صحیح ہو جائے گا، جبکہ حج کے مناسک واعمال ادا کرے، لیکن تجارت ومزدوری کی نیت کرنے کے بقدر اخلاص کم ہونے کی وجہ سے ثواب وقبولیت میں کمی آ جائے گی، اس لئے افضل یہی ہے کہ تجارت ومزدوری کی نیت بالکل شامل نہ کرے، اور بطورِ خاص حج کرنے کے مخصوص دنوں میں تجارت ومزدوری سے پرہیز کرے، الَّا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

اور اگر کسی نے تجارت ومزدوری اور کمائی کو اصل مقصد بنایا، یا حج کے مقابلہ میں اس چیز کی نیت غالب ہے،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یا دونوں نیتیں برابر درجہ کی ہیں، تو حج کے اعمال ومناسک ادا کرنے سے حج تو صحیح ہوجائے گا، اور فرضیت ذمہ سے اتر جائے گی، جبکہ حج کے مناسک واعمال ادا کرے، لیکن یہ صورتیں اخلاص کے خلاف کہلائیں گی، اور قبولیت سے محرومی مقدر ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ لے

لے إذا ثبت هذا ففى الآية دليل على جواز التجارة فى الحج للحاج مع أداء العبادة، وأن القصد إلى ذلك لا يكون شركا ولا يخرج به المكلف عن رسم الإخلاص المفترض عليه خلافا للفقراء .أما إن الحج دون تجارة أفضل، لعروهاعن شوائب الدنيا وتعلق القلب بغيرها (تفسير القرطبى، سورة البقرة، تحت رقم الآية ١٩٨) وقالوا أيضا إن من نوى الحج والتجارة لا ثواب له إن كانت نية التجارة غالبة أو مساوية.

وفى الذخيرة :إذا سعى لإقامة الجمعة وحوائج له فى المصر فإن معظم مقصوده الأول فله ثواب السعى إلى الجمعة وإن الثانى فلا اهـ .أى وإن تساويا تساقطا كما يعلم مما مر، واختار هذاالتفصيل الإمام الغزالى أيضا وغيره من الشافعية واختار منهم العز بن عبد السلام عدم الثواب مطلقا (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، ج٦، ص ٤٢٦)

لا نعلم خلافا بين الفقهاء فى جواز تشريك ما لا يحتاج إلى نية فى نية العبادة، كالتجارة مع الحج لقوله تعالى :(وأذن فى الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله فى أيام معلومات .وقوله فى شأن الحج أيضا :(ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلا من ربكم) نزلت فى التجارة مع الحج .والصوم مع قصد الصحة، والوضوء مع نية التبرد، والصلاة مع نية دفع الغريم؛ لأن هذه الأشياء تحصل بغير نية فلم يؤثر تشريكها فى نية العبادة، وكالجهاد مع قصد حصول الغنيمة.جاء فى مواهب الجليل نقلا عن الفروق للقرافى:

من يجاهد لتحصيل طاعة الله بالجهاد، وليحصل له المال من الغنيمة، فهذا لا يضره ولا يحرم عليه بالإجماع؛ لأن الله تعالى جعل له هذا فى هذه العبادة .ففرق بين جهاده ليقول الناس :هذا شجاع، أو ليعظمه الإمام، فيكثر عطاء ه من بيت المال .فهذا ونحوه رياء حرام .وبين أن يجاهد لتحصيل الغنائم من جهة أموال العدو مع أنه قد شرك .ولا يقال لهذا رياء ، بسبب أن الرياء أن يعمل ليراه غير الله من خلقه .ومن ذلك أن يجدد وضوء ا ليحصل له التبرد أو التنظف، وجميع هذه الأغراض لا يدخل فيها تعظيم الخلق، بل هى لتشريك أمور من المصالح ليس لها إدراك، ولا تصلح للإدراك ولا للتعظيم، ذلك لا يقدح فى العبادات، فظهر الفرق بين قاعدة الرياء فى العبادات وبين قاعدة التشريك فيها.

وجاء فى مغنى المحتاج من نوى بوضوئه تبردا أو شيئا يحصل بدون قصد كتنظف، ولو فى أثناء وضوئه (مع نية معتبرة) أى مستحضرا عند نية التبرد أو نحوه نية الوضوء أجزأه ذلك على الصحيح، لحصول ذلك من غير نية، كمصل نوى الصلاة ودفع الغريم فإنها تجزئه؛ لأن اشتغاله عن الغريم لا يفتقر إلى نية .والقول الثانى يضر، لما فى ذلك من التشريك بين قربة وغيرها، فإن فقد النية المعتبرة، كأن نوى التبرد أو نحوه وقد غفل عنها، لم يصح غسل ما غسله بنية التبرد ونحوه، ويلزمه إعادته دون استئناف الطهارة.

قال الزركشى :وهذا الخلاف فى الصحة.

أما الثواب فالظاهر عدم حصوله، وقد اختار الغزالى فيما إذا شرك فى العبادة غيرها من أمر دنيوى اعتبار الباعث على العمل، فإن كان القصد الدنيوى هو الأغلب لم يكن فيه أجر، إن كان القصد الدينى أغلب فله بقدره، وإن تساويا تساقطا .واختار ابن عبد السلام أنه لا أجر فيه مطلقا، سواء أتساوى القصدان أم اختلفا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٢ ص ٢٢، ٢٣، مادة "تشريك")

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسلسلہ: ارکانِ اسلام — اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ

کے

فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام،
سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اور سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم
وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولی اللّٰہی و مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آرا وتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے "محرم الحرام" کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل ومثبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف
مفتی محمد رضوان
مدیر
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط۱)

نظر لگنے کا وجود اور اس کی حقیقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَيْنُ حَقٌّ(بخاری، رقم الحدیث ۵۷۴۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے (بخاری)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَيْنُ حَقٌّ (سنن ابن ماجه ، رقم الحديث ۳۵۰۶،باب العين، صحيح لغيره)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے (ابنِ ماجہ)

حضرت حابس تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا شَيْءَ فِي الْهَامِ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ(سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۰۶۱)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ھام میں کچھ نہیں، اور نظر لگنا برحق ہے (ترمذی)

ھامّہ کے لفظی معنٰی ''سر'' اور ''پرندہ'' کے آتے ہیں۔ احادیث میں پرندہ والے معنٰی مراد ہیں، کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کے لوگ ھامہ یعنی پرندے سے بدشگونی اور نحوست مراد لیتے تھے اور اس کے متعلق ان میں طرح طرح کی بے سروپا باتیں پھیلی ہوئی تھیں۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نظر لگنے کا وجود برحق ہے، اور نظر لگنے کے وجود بلکہ تاثیر سے متعلق اور بھی کئی احادیث ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوراسی وجہ سے جمہور علماء نظر لگنے کے وجود کوتسلیم کرتے ہیں، اور بحکمِ الٰہی چیزوں میں نظر لگنے کی تاثیر کے قائل ہیں، البتہ بعض مادیت پرست اور اہلِ بدعت کا طبقہ نظر لگنے کے وجوداور تاثیر کا قائل نہیں۔ [1]

نظر لگنے کو ہماری بول چال میں ''نظرِ بد'' اور ''بدنظری'' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

نظر لگنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز دیکھ کر پسند آئے، اور طبیعت کی خباثت کے باعث حسد کی کیفیت اس میں شامل ہوجائے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ نظر لگانے والے کی آنکھوں میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے، جو کسی چیز کے پسند آنے اور ساتھ ہی اس چیز کی پسندیدگی کا زبان سے اظہار کرنے کی صورت میں دوسرے پر اثر انداز ہوتا ہے، جبکہ ''بارک اللہ'' وغیرہ جیسے کلمات ادا نہ کئے جائیں۔ [2]

---

[1] ثبوت العين:الإصابة بالعين ثابت موجود أخبر الشرع بوقوعه فی الكتاب والسنة فقال الله تعالى :(وإن يكاد الذين كفروا ليزلقونک بأبصارهم) أی يعتانونک بعيونهم فيزيلونک عن مقامک الذی أقامک الله فيه عداوة وبغضا فيک، فهم كانوا ينظرون إليه نظر حاسد شديد العداوة يكاد يزلقه لولا حفظ الله وعصمته له.وقد أرادوا بالفعل أن يصيبوه بالعين فنظر إليه قوم من قريش كانوا مشتهرين بذلک فقالوا :ما رأينا مثله ولا مثل حججه، بقصد إصابته بالعين، فعصمه الله من شرورهم وأنزل عليه هذه الآية الكريمة .

وروى أبو هريرة رضی الله عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال :العين حق وروى أبو ذر رضی الله عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال :العين تدخل الرجل القبر والجمل القدر.

وإنما يكون ذلک بإرادة الله تعالى ومشيئته، قال ابن العربی :إن الله يخلق عند نظر العائن إلى المعاين وإعجابه به إذا شاء ما شاء من ألم أو هلكة، وكما يخلقه بإعجابه وبقوله فيه فقد يخلقه ثم يصرفه دون سبب، وقد يصرفه قبل وقوعه بالاستعاذة، فقد كان عليه الصلاة والسلام يعوذ الحسن والحسين رضی الله عنهما بما كان يعوذ به إبراهيم ابنيه إسماعيل وإسحاق عليهم السلام بقوله :أعوذ بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۱۲۰، ۱۲۱، مادة "عين")

الإصابة بالعين :ذهب جمهور العلماء إلى أن الإصابة بالعين ثابتة موجودة، ولها تأثير فی النفوس، وتصيب المال، والآدمی، والحيوان .والأصل فی ذلک ما رواه مسلم من حديث ابن عباس رضی الله عنه رفعه العين حق، ولو كان شیء سابق القدر سبقته العين، وإذا استغسلتم فاغسلوا .وما روى أبو هريرة رضی الله عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :العين حق .ونهى عن الوشم .وأنكر طائفة من الطبائعيين وطوائف من المبتدعة العين لغير معنى، وأنه لا شیء إلا ما تدركه الحواس الخمس وما عداها فلا حقيقة له .والدليل على فساد قولهم :أنه أمر ممكن، والشرع أخبر بوقوعه فلا يجوز رده(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳ ص ۳۰، مادة "تعويذ")

[2] پہلے تعریف ابنِ حجر کی اور دوسری تعریف ابوالحسن منوفی کی بیان کردہ ہے، لیکن کیونکہ نظر لگنے کو عربی زبان میں ''العین'' کہا جاتا ہے، جس کا تعلق آنکھ سے ہے، اس لئے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ نظر لگنے کے لئے زبان سے تلفظ شرط نہ ہو، تاہم اگر ساتھ ہی زبان سے بھی پسندیدگی کا اظہار کیا جائے، تو یہ بھی نظر لگنے میں داخل ہے، اور زبان سے تلفظ کرنا درحقیقت اُس نظر لگنے کی کیفیت کا اظہار ہے، جو دوسرے کے دل میں حسد کی شکل میں مخفی ہوتی ہے، اور ممکن ہے کہ زبان سے تلفظ کرنے کے بعد نظر لگنے کا زیادہ اثر نمایاں ہوتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ نظر لگنے کی اصل بنیاد دل میں حسد کی کیفیت ہوتی ہے، اگرچہ وہ غیر شعوری انداز ہی کی کیوں نہ ہو۔ [1]

نظر لگنے میں دیکھنے والے فرد کی طرف سے ایک مخفی طاقت صادِر ہوکر دوسری چیز پر اثر انداز ہوتی ہے، اوراس کا اثر دوسری چیز پر نظر لگنے والے کی شان کے مطابق ظاہر ہوتا ہے، کسی کا کم اور کسی کا زیادہ، جیسا کہ آج کل کے دور میں برقی لہروں اور لیزر وغیرہ کی شعاؤوں کے ذریعہ بڑی بڑی تاثیرات کو تسلیم کیا جاچکا ہے۔

لہٰذا موجودہ سائنسی ترقی کے دور میں نظر لگنے کے وجود کا مسئلہ غیر عقلی اور سمجھ سے بالاتر نہیں رہا۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾التعریف :تطلق العین فی اللغة علی معان کثیرة ضبطتها کتب اللغة.

والعین فی موضوعنا یقصد بها العین التی تسبب الإصابة بها، یقال :عانه یعینه عینا أصابه بعینه فهو عائن والمصاب معین -بفتح المیم -وما أعینه، . .أی :ما أشد إصابته بالعین، والعیون -بفتح العین -والمعیان الشدید الإصابة بالعین، والمعین والمعیون المصاب بها والعائنة مؤنث العائن.

واستعمل العرب مادة :نجأ، للدلالة علی الإصابة بالعین فیقال :نجأه نجأ أصابه بالعین ورجل نجوء العین أی خبیثها شدید الإصابة بها، وأیضا یقال :رجل مسفوع أی أصابته سفعة -بالفتح -أی عین، ویقال أیضا :رجل نفوس إذا کان حسودا یتعن أموال الناس لیصیبها بعین وأصابت فلانا نفس أی عین.

وفی الاصطلاح عرفها ابن حجر بقوله:نظر باستحسان مشوب بحسد من خبیث الطبع یحصل للمنظور منه ضرر.وعرفها أبو الحسن المنوفی بأنها :سم جعله الله فی عین العائن إذا تعجب من شیء ونطق به ولم یبارک فیما تعجب منه(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۳ ص۱۱۹،۱۲۰، مادة "عین")

[1] الحسد فی اللغة :کره النعمة عند الغیر وتمنی زوالها، یقال :حسدته النعمة :إذا کرهتها عنده.

واصطلاحا :عرفها الجرجانی بأنها تمنی زوال نعمة المحسود إلی الحاسد.

والصلة أن الحسد أصل الإصابة بالعین (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۳ ص۱۲۰، مادة "عین")

[2] (العین حق) یعنی الضرر الحاصل عنها وجودی أکثری لا ینکره إلا معاند وقرب ذلک بالمرأة الحائض تضع یدها فی إناء اللبن فیفسد ولو وضعتها بعد طهرها لم یفسد وتدخل البستان فتضر بکثیر من العروش بغیر مس والصحیح ینظر إلی الأرمد فقد یرمد ویتثاء ب واحد بحضرته فیتثاء ب هو وقد ذکروا أن جنسا من الأفاعی إذا وقع بصره علی الإنسان هلک وحینئذ فالعین قد تکون من سم یصل من عین العائن فی الهواء إلی بدن المعیون وقد أجری الله عادته بوجود کثیر من القوی والخواص والأجسام والأرواح کما یحدث لمن ینظر إلیه من یحتشمه من الخجل فیحدث فی وجهه حمرة شدیدة لم تکن قبل وکذا الاصفرار عند رؤیة من یخافه وذلک بواسطة ما خلق الله فی الأرواح من التأثیرات ولشدة ارتباطها بالعین نسب الفعل إلی العین ولیست هی المؤثرة إنما التأثیر للروح والأرواح مختلفة فی طبائعها وقواها وکیفیاتها وخواصها فمنها ما یؤثر فی البدن بمجرد الرؤیة بغیر اتصال ومنها ما یؤثر بالمقابلة ومنها ما یؤثر بتوجه الروح کالحادث من الأدعیة والرقی والالتجاء إلی الله ومنها ما یقع بالتوهم والتخییل فالخارج من عین العائن سهم معیون إن صادف البدن ولا وقایة لأثر فیه وإلا فلا کالسهم الحسی وقد یرجع علی العائن(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۵۷۴۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین ادارہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی

گزشتہ کئی سالوں سے ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم ہے، حسبِ سابق اس سال بھی ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم کیا گیا ہے، ادارہ غفران میں ہونے والی اجتماعی قربانی سے متعلق جو ہدایات وشرائط جاری کی گئی ہیں، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(1)......صرف صحیح العقیدہ مسلمان ہی قربانی میں شرکت فرمائیں۔

(2)......مالِ حلال سے حصہ ڈالنے کا اہتمام فرمائیں، ورنہ سب کی قربانی ناقص ہونے کا اندیشہ ہے، جس کا پورا پورا وبال مال حرام سے شرکت کرنے والے پر ہوگا۔

(3)......شرکت کنندہ کی جانب سے ادارہ کی انتظامیہ جانور کی خرید اور مختلف انواع (وہڑے، کٹے، اونٹ کے نر ومادہ) کی تعیین سے لے کر ذبح کرنے کرانے، گوشت بنوانے اور دیگر آنے والے اخراجات کرنے وغیرہ، آخری مراحل تک وکیل کی حیثیت سے مجاز ہوگی، پیشگی اجازت ہونی چاہئے تاکہ شرعی طریقہ پر قربانی صحیح ہو جائے۔

(4)......سری اور زبان بنانے کا انتظام نہیں ہوتا، بلکہ سری ضرورت مندوں کو فراہم کردی جاتی ہے، اور اجتماعی قربانی کی کھالیں بطور صدقہ ادارہ غفران کے مصارف میں جمع ہو کر ثواب دارین کا باعث ہو جاتی ہیں، لہٰذا پہلے سے شرکاء کی طرف سے رضامندی ہونی چاہئے۔

(5)......پائے حصہ میں شامل کر کے گوشت کے ساتھ ملائے جاتے ہیں۔

(6)......اجتماعی قربانی میں اسی سال کی ادا قربانی کی نیت سے شامل ہوا جا سکتا ہے۔

(7)......ادارہ کی طرف سے حصہ داران سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا، البتہ قربانی کے عمل میں آنے والے معقول اخراجات قربانی کی قیمت کی مد سے منہا کئے جاتے ہیں، جس کے لئے انتظامیہ کو اجازت ہونی چاہئے۔

(8)......قربانی کے دن ادارہ سے رابطہ رکھا جائے اور بروقت اپنے حصہ کا گوشت حاصل کر لیا جائے، اس سلسلہ میں کوتاہی کرنے سے انتظامیہ کو مشکلات اور بدنظمی کا سامنا ہوتا ہے، اور تاخیر ہونے پر گوشت

Idara Ghufran

کے خراب وضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

(9)......جانور کے چارہ پانی اور دیگر تمام اخراجات بھی قربانی کی قیمت میں شامل ہوتے ہیں، اور ادارہ کی طرف سے سستے جانور خریدنے کی ممکنہ کوشش ہوتی ہے، تاہم مارکیٹ کے اعتبار سے قیمت میں اتار چڑھاؤ ایک واضح چیز ہے، اس لئے اجتماعی قربانی کے تمام جانور یکساں قیمت کے نہیں ہوتے۔

(10) پہلے دن قربانی کے جانوروں کی تعداد مکمل ہونے پر، دوسرے، تیسرے دن قربانی ادا کی جاتی ہے، اس لئے پہلے دن باری نہ آنے پر تشویش نہیں ہونی چاہئے بلکہ دوسرے، تیسرے دن گوشت وغیرہ بنانے میں زیادہ سہولت رہتی ہے۔

(11) حساب وکتاب اور اپنی باقی ماندہ رقم کے حصول کے لئے قربانی کے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد تک رابطہ کر کے حساب بے باق کر لینا چاہئے، تاکہ انتظامیہ کو دشواری کا سامنا نہ ہو، بصورتِ دیگر باقی ماندہ رقم ادارہ کے فنڈ میں جمع کر لی جائے گی۔

امسال ۱۴۳۵ھ (2014ء) کے لئے اجتماعی قربانی میں فی حصہ قیمت

عام حصہ: سات ہزار پانچ سو روپے (-/7500) متوسط حصہ: دس ہزار روپے (-/10000)

مزید معلومات کے لئے

ادارہ غفران ٹرسٹ گلی نمبر 17 چاہ سلطان راولپنڈی

فون نمبرز:051-5507270-0333-5365830، سے رجوع فرمائیں۔

تعمیرِ پاکستان ایوننگ اکیڈمی (برائے طلبہ وطالبات۔کلاس 1 تا 10)

☆......میٹرک (سائنس اور آرٹس) ☆......انٹر میڈیٹ ☆......ایف ایس سی

☆......آئی سی ایس (میتھ، فزکس، سٹیٹ، بزنس میتھ، کمپیوٹر) ☆......بی ایس سی (میتھ، سٹیٹ) (صرف طلبہ کے لئے)

اوقات: سہ پہر 3 تا شام 7 بجے طلبہ وطالبات کے لئے علیحدہ کلاسز کا انتظام

تعمیرِ پاکستان سکول، چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی

فون:051-5780927--0344-5791477

Idara Ghufran

مقالات ومضامین مولانا غلام بلال

عید کے دن کے مختصر مسنون و مستحب اعمال

عید کا دن چونکہ عبادات اور خوشی کے مجموعے کا دن ہے، اس لیے شریعت کی طرف سے اس دن ایسے کام عبادت قرار دیے گئے ہیں کہ جو ان دونوں عناصر کو شامل ہوں؛ یعنی ان میں عبادت کا پہلو بھی ہو، اور خوشی و مسرت کا پہلو بھی ہو۔

چنانچہ احادیث وروایات سے عیدُ الاضحیٰ کے دن چند اعمال کا سنت و مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......عید کی رات میں حسبِ توفیق نفلی عبادت و ذکر کرنا، اور بطورِ خاص گناہوں سے بچنا مستحب ہے۔

(۲)......عید کے دن صبح کو سویرے اُٹھنا، اور فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا، اور مرد حضرات کو فجر کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

(۳)......عید کے دن شریعت کے موافق طہارت و نظافت اور صفائی ستھرائی اور زیب وزینت اختیار کرنا سنت ہے۔

(۴)...... خوب اہتمام کے ساتھ میل کچیل دور کر کے غسل کرنا سنت ہے۔

(۵)......خاص اہتمام کے ساتھ مرد وعورت سب کو مسواک کرنا سنت ہے۔

(۶)...... فاضل (یعنی زیرِ ناف وبغلوں اور مونچھوں کے) بال اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن وغیرہ کاٹنا سنت ہے۔

(۷)......پاک وصاف عمدہ لباس جو میسر ہو پہننا سنت ہے۔

(۸)......عید کے دن عمدہ خوشبو، جو میسر ہو لگانا سنت ہے۔

(۹)......عید کی نماز کے لئے جلدی پہنچنا سنت ہے۔

(۱۰)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز ادا کرنے کے لیے پیدل جانا سنت ہے۔

(۱۱)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز، عیدگاہ میں ادا کرنا سنت ہے۔

Idara Ghufran

(۱۲)......عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں کچھ بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنا سنت ہے،اور تکبیر ان الفاظ میں کہنا بہتر ہے:

”اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ“

(۱۳)......کوئی عذر نہ ہو تو عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے۔

(۱۴)......جس راستہ سے نمازِ عید کے لئے جائیں اس کے علاوہ سے واپس آنا سنت ہے۔

(۱۵)......اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق مستحق مساکین کو صدقہ کرنا مستحب ہے۔

(۱۶)......حسبِ حیثیت اپنے اہل وعیال اور گھر والوں کی ضروریات (لباس،اور کھانے پینے وغیرہ) میں وسعت وفراخی کرنا بھی مستحب ہے۔**(۱۷)**......گھر والوں،عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا مستحب ہے۔

(عیدالاضحیٰ سے متعلق مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لیے ملاحظہ ہو”ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام“ازمفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم،یا پھر وزٹ کیجئے ہماری ویب سائٹ:www.idaraghufran.org)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:۲۵) مفتی محمد امجد حسین

()...... أُولٰئِکَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ. فَوَاكِهُ وَهُمْ مُكْرَمُونَ. فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ. عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ. يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ. بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ. لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ. وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ. كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ. فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ. قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ. يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ. أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ. قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ. فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ. قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتَ لَتُرْدِينِ. وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ. أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ. إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ. إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ. لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ(سورہ الصٰفٰت رقم الآیات ۴۱الیٰ ۶۱)

ترجمہ: البتہ جو اللہ کے نیک برگزیدہ بندے ہیں ان کے لئے طے شدہ رزق ہے (جو کہ) میوے ہیں اور نعمت بھرے باغات ہیں ان کی عزت افزائی ہوگی، وہ اونچی نشتوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، ایسی لطیف شراب کے جام ان کے لئے گردش میں آئیں گے جو سفید و شفاف ہوگی، پینے والوں کے لئے مزیدار سراپا لذت۔ نہ اس سے سر میں خمار ہوگا نہ عقل بہکے گی، اوران کے پاس بڑی بڑی آنکھوں والی (جو حسن کی نشانی ہے) اور پست نگاہوں والی (جو حیا کی علامت ہے) خواتین (حورانِ جنت) ہوں گی وہ (نرم و نازک اور شفاف و ملائم ہونے میں ایسی ہوں گی) گویا چھپا کے رکھے ہوئے انڈے ہوں، پھر جنتی لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوالات کریں گے، ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا میرا ایک ساتھی تھا جو (مجھ سے) کہا کرتا تھا کہ کیا تم واقعی ان لوگوں میں سے ہو جو (آخرت کی زندگی کو، جزاوسزا کو) سچ مانتے ہیں کیا جب ہم مٹی اور ہڈیوں میں تبدیل ہو جائیں گے؟ کیا واقعی ہمیں (اپنے کاموں کا) بدلہ دیا جائے گا، حکم ہوگا کہ کیا تم اس (آخرت اور جزاوسزا کے منکر کا انجام) دیکھنا چاہتے ہو۔ (کہ وہ آج کس حال میں ہیں؟) پس جب وہ (واقعہ بیان کرنے والا جنتی) جھانک کر دیکھے گا تو (دوست) اسے جہنم کے بیچوں بیچوں (عذاب میں مبتلا پڑا ہوا)

Idara Ghufran

نظر آئے گا، وہ جنتی (اس سے) کہے گا کہ اللہ کی قسم تم تو مجھے (اپنی طرح منکر بنا کر) بالکل ہی برباد کرنے لگے تھے، اور اگر میرے رب کا فضل شاملِ حال نہ ہوتا تو اور لوگوں کے ساتھ مجھے بھی دھر لیا جاتا (مجرمین ونافرمانوں میں شامل کر کے عذاب میں ڈال دیا جاتا) (پھر وہ خوشی کے عالم میں اپنے ساتھیوں سے کہے گا) اچھا تو کیا اب ہمیں موت نہ آئے گی؟ سوائے اس موت کے جو ہمیں پہلے آ چکی اور ہمیں عذاب بھی نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ زبردست کامیابی یہی ہے اس جیسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔

رِزْقٌ مَعْلُومٌ

یعنی اللہ کے ان نیک بندوں کے لئے جنت میں ایسی نعمتیں اور غذائیں ہوں گی جن کے احوال وکوائف جانے پہچانے ہیں، اور ان کے علم میں آ چکے ہیں، یعنی میوے۔ ''رزقِ معلوم'' کی مختلف تفسیرین مفسرین سے منقول ہیں، ایک آسان اور سادہ تفسیر یہ ہے کہ اس رزق کے احوال وصفات قرآن میں بیان ہو چکے ہیں۔ انسانوں کے سامنے آ چکے ہیں، مثلاً اس سورہ صٰفٰت سے پہلے نازل ہونے والی سورتوں میں سے سورہ واقعہ میں جنتی ثمرات وماکولات کی یہ صفت بیان ہوئی ہے **وفاكهة كثيرة لا مقطوعة ولا ممنوعة** ۔ کہ جنت میں میوے بہت کثرت سے ہوں گے اور سدا بہار ہوں گے کبھی ختم ہونے والے نہ ہوں گے، خزاں وبہار سے مستغنی اور ان کی روک تھام نہ ہوگی، وقف عام، اجازت عام کے ساتھ، ہر ایک کو ہر وقت ہر جگہ ہر صورت ہر حالت میں دستیاب ومیسر ہوں گے۔

فَوَاكِهُ

یہ فاکہہ کی جمع ہے جو عربی میں ہر ایسے پھل ومیوے کو کہا جاتا ہے جو بھوک کی حاجت رفع کرنے کے لئے نہیں بلکہ لذت حاصل کرنے کے لئے کھایا جائے، جیسے خشک پھل ومیوے جن کو ڈرائی فروٹ کہا جاتا ہے وہ یہی شان رکھتی ہیں، اسی سے امام فخر الدین رازی نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ جنتی نعمتیں پھل اور میوے لطف اندوزی کے لئے کھائے جائیں گے، نہ کہ بھوک رفع کرنے کے لئے، کیونکہ جنت میں بھوک نہ ہوگی۔

دنیا میں بھوک اس وجہ سے لگتی ہے کہ جسم نشو ونما پاتا ہے، پہلی غذا ہضم کر کے اس سے جسمانی توانائی حاصل کر کے اسے فنا کر دیتا ہے پھر نئے سرے سے جسم کو نشو ونما کے لئے اور بقاءِ حیات کے لئے غذا کی، رزق و روزی کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ دنیا دار الفنا ہے یہاں کی ہر چیز استعمال سے ختم اور فنا ہو جاتی ہے، جبکہ جنت دار البقاء ہے۔ وہاں کی چیزوں کو بھی اور وہاں کے مکینوں کو بھی زوال وفنا سے کوئی واسطہ نہ ہوگا، وہاں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی ہر حالت ونعمت وہاں کی جوانی اور صحت، وہاں کی باغ و بہار اور سرور وراحت سب مستقل ہوں گے، اجزاءِ جسم فنا ہو کر جسم نشوونما کے لئے نئے اجزاء کا محتاج نہ ہوگا، فنا وزوال وتغیر سے نا آشنا۔ اس لئے اہل جنت کا جسم اس طرح کا نہ ہوگا کہ اسے اپنا وجود اور صحت برقرار رکھنے کے لئے غذا کی احتیاج ہو جو نہ ملے تو جسم لاغر و کمزور ہو جائے، نشوونما رک جائے اور جسم کا طبعیاتی نظام معطل ہو جائے۔ وہاں خورد ونوش تلذذ اور تفریح کے لئے ہوگا۔

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط:۲)

مفتی محمد امجد حسین

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے

دوقومی نظریہ

پاکستان ایک مذہبی فلاحی ریاست کے طور پر بیش بہا قربانیوں کے نتیجے میں عالمی نقشے پر ابھرا، مذہب اسلام ہی کی بنیاد پر متحدہ ہندوستان میں ایک الگ وطن کا مطالبہ سامنے آیا، مذہب کی بنیاد پر لیڈران قوم اور لیگی قیادت نے شدومد سے اس کے لئے تحریک چلائی، مذہبی جوش وجذبے سے ہی اسلامیان ہند نے اس تحریک کو اپنایا، اٹھایا، آگے بڑھایا اور اس کے لئے مرنے کٹنے اور ہر نوع کی قربانیاں دینے کا راسخ عزم کیا اور اس سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہونے کا فیصلہ کیا، اور پھر تقسیم کے موقعہ پر جان، مال، اہل وعیال، جائیداد، وطن ہر چیز کی قربانیاں دے کر ایک مذہبی آئیڈیل (Ideal) ریاست کے سلسلے میں اپنے خلوص، نیک نیتی اور جذبہ ایثار وقربانی کو عملاً ثابت بھی کر دکھایا، تاریخ نے بھی اس پوری تحریک کو، اس کے لئے کی جانے والی جدوجہداور دی جانے والی قربانیوں کو اسی حوالے سے یاد رکھا اور محفوظ کیا۔

عالمی شخصیات اور اداروں نے بھی تحریک پاکستان کو آغاز سے اختتام وتکمیل تک اور مملکت خداداد پاکستان کے قیام تک اسی تناظر میں دیکھا، پرکھا اور یاد رکھا۔ [۱]

اور اس تحریک میں کارفرما دینی روح، جذبے اور ایثار وقربانی کی تاریخ کا احترام ملحوظ رکھا، اور محوانتظار رہے

---

[۱] تحریک پاکستان کے معاصر مغربی سکالر پروفیسر اسمتھ (Wilfred cantwell smith) اپنی کتاب ”Islam in Modern History“ میں لکھتے ہیں:۔

”شاید پاکستانی کسی وقت یہ خیال کریں کہ اسلامی معاشرہ کی تعمیر کا کام ان کے ابتدائی اندازہ سے کہیں زیادہ دشوار طلب ہے لیکن سوچا جائے تو اب ان کے لئے کوئی راہِ مفر باقی نہیں، ان کے وعدے اور دعوے اتنے بلند بانگ اور واضح تھے کہ ان کی تکمیل سے گریز ناممکن ہوگیا ہے، ان کی تاریخ اب ”تاریخ اسلام“ ہوگی، ان کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری آن پڑی ہے، اب خواہ وہ اسے پسند کریں یا اس پر نادم ہوں، بہر حال وہ ”اسلامی ریاست“ کے تصور کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور نہ اسے زیادہ دیر سرد خانہ ہی کی نذر کر سکتے ہیں، کیونکہ اس وقت اسلامی ریاست کے نظریہ کو ختم کرنے کا فیصلہ محض طریق کار کی تبدیلی کا فیصلہ نہیں ہوگا، یہ تو گویا اپنے دین اور وطن کی اساس پر کلہاڑا چلانے کے مترادف ہوگا اور تمام دنیا اس گریز سے یہی مطلب اخذ کرے گی کہ اسلامی ریاست کا نظریہ لایعنی اور اس کا نعرہ محض فریبِ نظر تھا، جو حیاتِ جدید کے تقاضوں سے نپٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتا یا یہ کہ پاکستانی بحیثیت ایک قوم کے اسے اپنی قومی زندگی پر نافذ کرنے میں ناکام رہے ہیں، اس صورت میں دنیا کے نزدیک خود مسلمانوں کے معتقداتِ ایمانی ہی مشکوک اور قابلِ تنقید ٹھہریں گے“ (ترجمہ ماخوذ از چراغِ راہ، نظریہ پاکستان نمبر بحوالہ اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ص ۱۲۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کہ بیسویں صدی میں جبکہ ملکوں اور قوموں نے، جدید ریاستوں اور سلطنتوں نے مذہب کے اجتماعی اور ریاستی کردار کو مسترد کر دیا ہے بقول کسے۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں　　کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ایسے میں ایک مذہبی ریاست کا کس طرح احیاء ہوتا ہے اور کیا صورت گری سامنے آتی ہے؟ جو اسلام کے ریاستی احیاء کے لئے لیبارٹری (Laboratory) اور تجربہ گاہ بنے۔ [1]

پاکستان بانیِ پاکستان کی نظر میں (بابائے قوم کے نشری فرامین وخطابات)

(۱) قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے، اس میں مذہبی اور مجلسی زندگی سے دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرض کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں، مذہبی رسوم سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق وفرائض تک، دنیوی زندگی کی جزا وسزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا وسزا تک، ہر فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے تو حیات وما بعد حیات کے ہر معیار اور مقدار کے مطابق کہتا ہوں (گاندھی جی کے نام خط اگست 44ء)

(۲) میرے خیال میں مسلمانوں کا طرزِ حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصل کر دیا تھا'' (آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن جالندھر میں خطبہ صدارت 43ء)

(۳) آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس منعقدہ کراچی مورخہ 26 دسمبر 1943ء میں اختتامی خطاب کرتے ہوئے آپ نے حاضرین سے سوال کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس نے فرد واحد کی طرح مسلمانوں کو متحد کر دیا ہے اور قوم کا ملجا وماویٰ کیا ہے؟ (خود ہی جواب دیا) اسلام، (پھر فرمایا)

''یہ عظیم کتاب قرآن مجید ہے جو مسلمانان ہند کی پناہ گاہ ہے مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے جائیں گے زیادہ سے زیادہ یکتائی آتی جائے گی، ایک اللہ، ایک کتاب، ایک رسول اور ایک قوم ہیں'' (روزنامہ ڈان 27 دسمبر 1943ء)

(۴) ''مسلم لیگ کا مشن اور پاکستان کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ پاکستان میں اللہ کے دین کا نظام قائم ہوگا'' (آل انڈیا مسلم لیگ سالانہ اجلاس 1942ء کراچی)

---

[1] ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں (اسلامیہ کالج پشاور میں قائداعظم محمد علی جناح کی تقریر سے اقتباس، ملاحظہ ہو قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے، حمید رضا صدیقی، کاروان ادب لاہور)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۵) ”اسلام میں اصلاً بادشاہت کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی نہ کسی شخص یا ادارہ کی، قرآن کے سیاسی احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی کے حدود متعین کرتے ہیں، اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے آپ جس نوعیت کی حکمرانی بھی چاہتے ہیں بہر حال آپ کو سلطنت اور علاقے کی ضرورت ہے“ (رہبر دکن 19 اگست 1941ء)

(۶) ”پاکستان ایک خیالی منزل مقصود نہیں بلکہ عملی لحاظ سے یہی ایک چیز ہے جس کے ذریعے آپ اس ملک میں اسلام کو قطعاً فنا ہونے سے بچالیں گے“ (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اجلاس منعقدہ 10 مارچ 1941ء میں خطاب)

(۷) ”آیئے ہم واپس چلیں اور اپنی کتاب مقدس قرآن کریم اور اسلام کی عظیم روایت سے رجوع کریں جن میں ہماری رہنمائی کے لئے ہر چیز موجود ہے ہم ان کی درست طور پر تاویل و تعبیر کریں، اور اپنی عظیم کتاب مقدس قرآن کا اتباع کریں“ (خواتین کے جلسہ سے خطاب، شیلانگ 4 مارچ 46ء)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے فرمایا

سوال یہ ہے کہ آج جو مسئلہ ہمارے پیش نظر ہے اس کی صحیح حیثیت کیا ہے، کیا واقعی مذہب ایک نجی معاملہ ہے اور آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین کی حیثیت سے اسلام کا بھی وہی حشر ہو جو مغرب کی مسیحیت کا ہوا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اسلام کو بطور ایک اخلاقی تصور کے تو برقرار رکھیں لیکن اس کے نظام ریاست کی بجائے ان قومی نُظُم کو اختیار کرلیں جن میں مذہب کی مداخلت کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ ہندوستان میں یہ سوال اور بھی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ باعتبار آبادی ہم لوگ اقلیت میں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ مذہبی واردات محض انفرادی اور ذاتی واردات ہیں، اہل مغرب کی زبان سے تو تعجب خیز معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ یورپ کے نزدیک مسیحیت کا تصور یہی تھا کہ وہ ایک مشرب رہبانیت ہے جس نے دنیائے مادیات سے منہ موڑ کر اپنی تمام توجہ عالم روحانیت پر جمالی ہے۔ اس قسم کے عقیدے سے لازماً وہی نتیجہ مترتب ہوسکتا تھا جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واردات مذہب کی حیثیت، جیسا کہ قرآن پاک میں ان کا اظہار ہوا ہے، اس سے قطعاً مختلف ہیں۔...... میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود اختیاری حاصل کرے خواہ اس کے باہر۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو آخر ایک تنظیم اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ (خطبہ الٰہ آباد 1930ء)

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (وضو کے مسائل واحکام: قسط ۲) مفتی محمد یونس

قرآن مجید وغیرہ کو بے وضو چھونے کے احکام

وضو سے متعلق چند مزید مسائل واحکام ملاحظہ ہوں:۔

مسئلہ:۔ قرآن مجید کی خرید وفروخت کرتے وقت خریدار اور فروخت کنندہ کو بھی بلا وضو قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں۔ اگر اس موقع پر قرآن مجید کو دیکھنے کی ضرورت ہو تو یا تو اس کے لئے وضو کیا جائے یا کسی رومال وغیرہ سے کھول کر دیکھا جائے۔ اور قلم وغیرہ سے اوراق پلٹ کر دیکھے اور دکھائے جائیں۔ [۱]

مسئلہ:۔ دستانے پہن کر بلا وضو قرآن مجید کو چھونا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ دستانے پہنے ہوئے لباس میں شمار ہوتے ہیں۔ [۲]

مسئلہ:۔ قرآن مجید کی تفسیر پر مشتمل کتابوں کو بلا وضو ہاتھ لگانا مکروہ ہے جبکہ لکھے ہوئے الفاظ کی اکثریت قرآنی آیات پر مشتمل ہو اور اگر قرآنی آیات کم ہیں اور دوسری عبارتیں زیادہ ہیں تو ان کو بغیر وضو بھی چھوا جاسکتا ہے۔ لیکن جہاں قرآنی آیات لکھی ہوں اس جگہ کو بلا وضو ہاتھ نہ لگائے۔ [۳]

---

[۱] قال فی الدر (ولا) یکره (مس صبی لمصحف ولوح) ولا بأس بدفعه الیه وطلبه منه للضرورة،
قال العلامة ابن عابدین شامی رحمه الله: تحت (قوله ولا یکره مس صبی الخ) فیه أن الصبی غیر مکلف......الخ (قوله ولا بأس بدفعه الیه) أی لا بأس بأن یدفع البالغ المتطمر المصحف الی الصبی ولا یتوهم جوازه مع وجود حدث البالغ ح (قوله للضرورة) لأن فی تکلیف الصبیان وأمرهم بالوضوء حرجا بهم، وفی تأخیره الی البلوغ تقلیل حفظ القرآن درر (شامی ج ۱ ص ۱۷۴) (ملاحظہ ہو خیر الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۱)
فان التعلیم والتعلم أشد حاجة من التجارة ومع ذلک لم یجوز والفقهاء مس القرآن بلا وضوء للطلبة البالغین وانما اجاز وا اعطاء المصحف للصبیان القاصرین ولو کانوا علی حدث ولم یقولوا بمثل ذلک فی البالغین..........ولا یخفی ان الطلبة اشد احتیاجا الی المس من التجار (کذا فی امداد الاحکام ج ۱ ص ۲۴۱)

[۲] ولا یجوز لهم مس المصحف بالثیاب التی هم لا بسوها (هندیه کتاب الطهارة الباب السادس الفصل الرابع فی أحکام الحیض والنفاس والاستحاضة ج ۱ ص ۳۹)

[۳] قال فی الدرالمختار: وقد جوز اصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث، ولم یفصلوا بین الاکثر تفسیرا او قرآنا ولو قیل به اعتبارا للغالب لکان حسنا.
قال العلامة ابن عابدین شامی رحمه الله : تحت (قوله ولو قیل به) ای بهذا التفصیل بان یقال ان کان التفسیر اکثر لایکره وان کان القرآن اکثر یکره (شامی ج ۱ ص ۱۷۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ:۔ قرآن مجید کی کوئی آیت کسی مضمون میں یا فتویٰ وغیرہ میں تحریر کرنی ہو یا تعویذ میں لکھنی ہو تو باوضو ہو کر تحریر کرنے کا حکم ہے۔ ہاں اگر کسی وقت مجبوری ہو تو یہ صورت اختیار کرنے کی گنجائش ہے کہ جس چیز پر آیت تحریر کی جا رہی ہے اس کو ہاتھ نہ لگے خواہ ہاتھ اس چیز سے اونچا رکھ کر صرف قلم وغیرہ کو اس پر چلا کر آیت لکھے یا اس چیز اور ہاتھ کے درمیان کوئی رومال، کپڑا وغیرہ رکھ لے جس سے ہاتھ براہِ راست اس چیز کو نہ چھوئے۔ [1]

مسئلہ:۔ قرآنی آیات پر مشتمل دیگر دینی کتابوں کو بلا وضو ہاتھ لگانے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ایسی کتابیں جن میں قرآنی آیات کم مقدار میں ہوں اور باقی مضامین زیادہ مقدار میں ہوں ان کو بلا وضو چھونا جائز ہے مگر جہاں قرآنی آیت لکھی ہو اس جگہ کو بے وضو ہاتھ لگانا درست نہیں۔

چنانچہ احادیث، فقہ، شروح اور دینیات یا مسائل واحکام کی کتب جن میں آیات دیگر مضامین کی بنسبت کم مقدار میں ہوں ان کو بے وضو ہاتھ لگانا درست ہے، مگر آیت والی جگہ کو بے وضو ہاتھ لگانا درست نہیں، اسی طرح اخبار، رسالہ، میگزین وغیرہ میں بھی جہاں کوئی آیت لکھی ہو وہاں بلا وضو ہاتھ لگانا درست نہیں۔ [2]

مسئلہ:۔ جس کیسٹ، ہارڈ ڈسک، سی ڈی، موبائل یا میموری کارڈ وغیرہ میں قرآنی آیات آواز یا نقوش کی صورت میں محفوظ ہوں، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا درست ہے، اس لئے کہ ان چیزوں میں قرآنی آیات اس طرح سے لکھی ہوئی نہیں ہوتیں کہ ان کو بغیر کسی ڈیجیٹل سسٹم کے پڑھا جا سکے، بلکہ جب تک ان کو مذکورہ سسٹم میں نہ لایا جائے، اس وقت تک ان کی پہچان بھی نہیں ہوتی کہ اس کیسٹ، سی ڈی وغیرہ میں کیا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وفی الشامية ایضاً: وفی السراج عن الايضاح ان كتب التفسير لايجوز مس موضع القرآن منها وله ان يمس غيره وكذا كتب الفقه اذا كان فيها شيئ من القرآن بخلاف المصحف فان الكل فيه تبع للقرآن اهـ(شامی ج ۱ ص ۱۷۶)

[1] قال فی الدر:(و)لا تكره(كتابة قرآن والصحيفة أو اللوح على الأرض عند الثانی) خلافالمحمد وينبغی أن يقال ان وضع على الصحيفة ما يحول بينها وبين يده يؤخذ بقول الثانی والافبقول الثالث قاله الحلبی.

قال العلامة ابن عابدين شامی رحمه الله: تحت (قوله خلافالمحمد)حيث قال أحب الی أن لا يكتب لأنه فی هٰذه الحالة ماس بالقلم وهو واسطة منفصلة فكان كثوب منفصل الا أن يمسه بيده (قوله وينبغی الخ)يؤخذ هٰذا مما ذكرناه عن الفتح ووفق ط بين القولين بما يدفع الخلاف من أصله بحمل قول الثانی على الكراهة التحريمية وقول الثالث على التنزيهية بدليل قوله أحب الی الخ(شامية ج ۱ ص ۱۷۵)

[2] قال العلامة ابن عابدين رحمه الله قال ح: لكن لا يحرم فی غير المصحف الا بالمكتوب أی موضع الكتابة كذا فی باب الحيض من البحر(شامی ج ۱ ص ۱۷۳) (ملاحظہ ہو احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸ و فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۲۲۵)

Idara Ghufran

مضمون (آواز یا نقوش کی صورت میں) محفوظ ہے (ملاحظہ ہو: امداد الفتاویٰ ج ا ص ۹۱، ۹۲، احسن الفتاویٰ، ج ۲ ص ۱۹) [1]

مسئلہ:۔ کمپیوٹر یا موبائل سکرین پر نظر آنے والی قرآنی آیات کو بے وضو چھونا درست ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ سکرین پر نظر آنے والی تحریرات بعینہٖ اصل تحریر کے حکم میں ہیں یا اصل تحریر کے عکس کے حکم میں، اس بارے میں اہل علم حضرات کی تحقیق مختلف ہے، بعض حضرات کی تحقیق کے مطابق یہ تحریرات اصل تحریر کی طرح نہیں ہیں بلکہ اصل تحریر کا عکس ہیں جبکہ بعض دوسرے اہل علم حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ یہ اصل تحریر کی طرح ہی ہیں، لہٰذا جن حضرات کی تحقیق کے مطابق موبائل سکرین پر آنے والی تحریرات اصل تحریر کی طرح نہیں ہیں بلکہ ان کا عکس ہیں ان کے نزدیک تو قرآنی آیات سکرین پر دکھائی دیتے وقت سکرین کو بے وضو ہاتھ لگانا بلاشبہ درست ہے اس لئے کہ یہ درحقیقت قرآنی آیات کو ہاتھ لگانا نہیں ہے، بلکہ گویا آئینہ میں قرآنی آیات کے دکھائی دینے والے عکس کو ہاتھ لگانا ہے، اور وہ بلاشبہ درست ہے، کیونکہ وہ آئینے کو چھونا ہے، نہ کہ قرآنی آیات کو۔

جبکہ دوسرے اہلِ علم حضرات کی تحقیق کے مطابق بھی ایسی حالت میں سکرین کو بے وضو ہاتھ لگانا اس لئے درست ہے کہ ہاتھ سکرین پر لگے گا، اور قرآنی آیات کے نقوش سکرین پر لکھے ہوئے نہیں ہوتے، بلکہ پیچھے سے سکرین پر صرف نظر آ رہے ہوتے ہیں، اور یہ ایسے ہی ہے کہ قرآنی آیات کسی شفاف شیشے کے نیچے یا پیچھے رکھی ہوئی ہوں، اور اس شیشے کو ہاتھ لگایا جائے۔ [2]

تاہم احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب کمپیوٹر یا موبائل سکرین پر قرآنی آیات دکھائی دے رہی ہوں، تو سکرین کو بے وضو ہاتھ نہ لگایا جائے، بلکہ پنسل وغیرہ کسی اور چیز سے ضرورت پوری کر لی جائے۔

---

[1] اس کی واضح مثال یہ ہے کہ قرآنی آیات کے (ابجد کے لحاظ سے) اعداد کی حیثیت قرآنی آیات کی نہیں، اس لئے کہ صرف اعداد کو دیکھ کر کوئی شخص آیات اور غیر آیات میں تمیز نہیں کر سکتا، کیونکہ یہی اعداد دوسرے جملوں یا ناموں کے بھی ہو سکتے ہیں (ملاحظہ ہو: جدید فقہی مسائل، ج ا ص ۱۱۱)

بعض اہلِ علم حضرات کے بقول مذکورہ اشیاء کو چھونا ایسے ہے، جیسے اس صندوق یا الماری کو چھونا جس میں قرآن مجید رکھا ہوا ہو کہ اس صورت میں قرآن مجید والے صندوق یا الماری کو ہاتھ لگانا ہوا نہ کہ قرآن مجید کو ہاتھ لگانا۔

فی الحلیة عن المحیط لو کان المصحف فی صندوق فلابأس للجنب ان یحمله وفیها قالوا لا باس بان یحمل خرجأ فیه مصحف(ردالمحتار، ج ا ص ۲۹۳، باب الحیض)

[2] وقد صرحوا فی حرمة المصاهرة بأنها لا تثبت برؤیة فرج من مرآة أو ماء لأن المرئی مثاله لا عینه، بخلاف ما لو نظر من زجاج أو ماء هی فیه(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۴۰ ص ۳۵۳، ومثلهٗ فی ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر واللمس، ج ۶ ص ۳۷۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آئینے میں یا پانی میں دکھائی دینے والی چیز حقیقی نہیں ہوتی، بلکہ اس بیرونی چیز کی مثل اور اس کا عکس ہوتی ہے، اور اگر کوئی چیز شفاف شیشے کے پیچھے ہو، یا صاف پانی کے اندر ہو، اور وہ چیز باہر سے نظر آ رہی ہو، تو وہ چیز بعینہٖ وہی ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین

مولانا غلام بلال

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (قسط ۲)

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (سورۃ بقرہ آیت ۸۳)

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا (سورہ بقرہ)

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور کے ساتھ احسان ونیک سلوک کرنے کی اہمیت وتاکید کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر اس کا ذکر فرما کر یہ بتلادیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم بہت سے پہلے چلا آرہا ہے، جو کہ اسلام سے پہلے کی امتوں پر بھی لازم وضروری تھا، اور تمام انبیاء کرام کی سنت بھی یہی تھی، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ مجید میں ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا .وَحَنَانًا مِّنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا . وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا (سورۃ مریم آیت ۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ: اے یحییٰ! آپ (اللہ کی) کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیجئے، اور ہم نے یحییٰ کو اپنا حکم بچپنے کی حالت میں ہی عطا فرمادیا تھا۔ اور ہم نے اپنے طرف سے نرم دِلی اور پاکیزگی بھی عطا کی تھی، اور وہ انتہائی متقی اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے، اور وہ سرکش، نافرمان نہیں تھے (سورہ مریم)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی چند صفات ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ متقی وپرہیزگار اور والدین کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کرنے والے تھے۔

اور ایک دوسری جگہ پر ارشاد ہے کہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا (سورۃ مریم، رقم الآیۃ ۵۵)

Idara Ghufran

ترجمہ:اور کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کرو، بے شک وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے۔

اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ’’صادق الوعد‘‘ فرمایا گیا ہے، یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بغیر کسی چوں چراں کے اپنے آپ کو اس قربانی کے لیے پیش کردیا، اور فرمایا کہ:

سَتَجِدُنِی إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (سورة الصافات، رقم الآية ۱۰۲)

’’اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے عنقریب صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے‘‘

معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک تقویٰ اور اللہ کے نبیوں کے صفات میں سے ہے۔ [1]

ایک سبق آموز واقعہ

ایک حدیث شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

’’ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول! میرے باپ نے میرا مال (میری اجازت کے بغیر) لے لیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے والد کو بلا کر لاؤ، (اس دوران) حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں، اور فرمایا کہ جب اس شخص کا والد آجائے، تو آپ اُس سے پوچھیے کہ وہ کلمات کیا ہیں، جو اس نے دل میں کہے ہیں، جن کو کہ اس کے کانوں نے بھی نہیں سنا، پھر جب وہ بوڑھا شخص آگیا، تو نبی ﷺ نے اس بوڑھے شخص سے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ آپ کا بیٹا آپ کے متعلق شکایت کرتا ہے کہ آپ نے اس کا مال لے لیا؟ (یعنی چھین لیا ہے) والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمالیں کہ میں یہ مال اس کی پھوپھی، خالہ یا اپنے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ’’ایـــہ‘‘ (جس کا مطلب یہ ہے کہ رہنے دو، بس حقیقت معلوم ہوگئی، اب کچھ اور کہنے اور سننے کی ضرورت نہیں) (پھر اس والد سے فرمایا کہ) وہ کلمات کیا ہیں، جو آپ نے اپنے دل میں کہے، مگر ان کو آپ کے کانوں نے بھی نہیں سنا؟ (تو اس) بوڑھے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ

---

[1] (صادق الوعد) لأنه قال لأبيه(ستجدني إن شاء الله من الصابرين)فصدق في ذلك، فصدق الوعد من الصفات الحميدة (تفسير ابن كثير، سورة مريم، تحت رقم الآية ۵۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہمارے ہر معاملے میں آپ پر، ہمارا یقین اور ایمان بڑھا دیتے ہیں (یعنی جو بات کسی نے نہیں سنی، اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی، جو کہ ایک معجزہ ہے) پھر اس شخص نے عرض کیا کہ (یہ ایک حقیقت ہے کہ) میں کچھ کلمات اپنے دل میں کہے تھے کہ جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا تھا۔

(تو) آپ نے فرمایا کہ آپ وہ کلمات ہمیں سناؤ، تو اس شخص نے کہا کہ میں نے یہ الفاظ کہے تھے کہ:

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَمِنْتُکَ یَافِعًا ... تُعَلُّ بِمَا أَجْنِی عَلَیْکَ وَتَنْهَلُ

(میں نے تجھے بچپن میں غذا دی، اور جوانی میں تمہاری ذمہ داری اٹھائی، اور تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا)

إِذَا لَیْلَةٌ ضَافَتْکَ بِالسُّقْمِ لَمْ أَبِتْ ... لِسُقْمِکَ إِلَّا سَاهِرًا أَتَمَلْمَلُ

(جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آئی، تو میں نے ساری رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزار دی)

تَخَافُ الرَّدَی نَفْسِی عَلَیْکَ وَإِنَّهَا ... لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلُ

(میرا دل یہ تمہاری موت سے ڈرتا رہا، حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ موت تو ایک نہ ایک دن آنی ہی ہے)

کَأَنِّی أَنَا الْمَطْرُوقُ دُونَکَ بِالَّذِی ... طُرِقْتَ بِهِ دُونِی فَعَیْنَایَ تَهْمَلُ

(گویا کہ یہ بیماری تمہیں نہیں، بلکہ مجھے لگی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا)

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَایَةَ الَّتِی ... إِلَیْهَا مَدَی مَا فِیکَ کُنْتُ أُؤَمِّلُ

(پھر جب تم عمر، اور زندگی کے اُن مراحل تک پہنچ گئے کہ جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا)

جَعَلْتَ جَزَائِی غِلْظَةً وَفَظَاظَةً ... کَأَنَّکَ أَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

(تو تم نے میرے احسان کا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا، جیسا کہ تم ہی مجھ پر احسان کر رہے ہو)

فَلَیْتَکَ إِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِی ... کَمَا یَفْعَلُ الْجَارُ الْمُجَاوِرُ تَفْعَلُ

اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا، تو کاش! تم نے مجھ سے ایک شریف پڑوسی والا معاملہ ہی کیا ہوتا (یعنی جو کہ کم از کم میرے ہی مال میں، میرے لیے بخل سے کام نہ لیتا)

(تب) نبی ﷺ نے یہ (اشعار) سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا، اور فرمایا کہ ''أَنْتَ وَمَالُکَ

Idara Ghufran

لِأَبِیکَ" (یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب تیرے والد کا ہے)(طبرانی) [۱]

معلوم ہوا کہ اگر والدین بوڑھے بھی ہوجائیں، تو تب بھی ان کے حقوق اولاد پر بدستور قائم رہتے ہیں، اور اولاد کے مال ومتاع پر اتنا ہی حق والدین کا ہوتا ہے کہ جتنا اولاد کو حاصل ہے۔

اور والدین کی نافرمانی کی سزا آخرت میں تو ملے گی ہی، مگر بعض دفعہ اس کا ظہور دنیا میں بھی اولاد کا نافرمان ہونا، مال ومتاع میں برکت نہ ہونا، یا کسی بیماری وغیرہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :كُلُّ الذُّنُوبِ يَغْفِرُ اللهُ مِنْهَا مَا شَاءَ، إِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، فَإِنَّهُ يُعَجَّلُ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ (شعب الايمان، رقم الحديث ٧٥٠٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو جسے چاہیں، معاف فرمادیتے ہیں، سوائے والدین کی نافرمانی وایذاء رسانی کے، کہ اس گناہ کے کرنے والے کو موت سے پہلے ہی زندگی میں جلد سزا دیدیتے ہیں (بیہقی)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے نافرمان کو بعض دفعہ دنیا میں ہی سزا مل جاتی ہے، اور والدین کی نافرمانی کوئی عام گناہ نہیں، بلکہ "اکبرالکبائر" یعنی کبیرہ گناہوں میں یہ گناہ سرِ فہرست ہے۔

اس لیے والدین کی نافرمانی سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ان احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (جاری ہے......)

---

[۱] عن جابر بن عبد الله قال :جاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم، فقال :يا رسول الله، إن أبى أخذ مالى، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للرجل :اذهب، فائتنى بأبيک، فنزل جبريل على النبى صلى الله عليه وسلم، فقال :إن الله يقرئک السلام، ويقول :إذا جاءک الشيخ، فسله عن شیء قاله فى نفسه ما سمعته أذناه ، فلما جاء الشيخ قال له النبى صلى الله عليه وسلم :ما زال ابنک يشکوک أنک تأخذ ماله؟ قال : سله يا رسول الله، هل أنفقه إلا على إحدى عماته أو خالاته أو على نفسى؟ فقال النبى صلى الله عليه وسلم :إيه، دعنا من هذا، أخبرنى عن شیء قلته فى نفسک، ما سمعته أذناک قال الشيخ :والله يا رسول الله ما يزال الله يزيدنا بک يقينا، قلت فى نفسى شيئا ما سمعته أذناى قال :قل، وأنا أسمع .قال: قلت........قال :فعند ذلک أخذ النبى صلى الله عليه وسلم بتلابيب ابنه، وقال :أنت ومالک لأبيک (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٦٥٧٠)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، ورجاله رجال الصحيح خلا شيخ الطبرانى حبوش بن رزق الله، ولم يضعفه أحد (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٦٧٦٩)

Idara Ghufran

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ رمضان: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□...... ماہِ رمضان ۶۰۴ھ: میں حضرت ابوالحجاج یوسف بن محمد بن عبداللہ بن غالب بلوی مالقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۴۷۹)

□...... ماہِ رمضان ۶۰۵ھ: میں حضرت ابوالجود غیاث بن فارس بن مکی لخمی منذری مصری فرضی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۴۷۴)

□...... ماہِ رمضان ۶۰۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن جعفر بن قاضی سناء الملک محمد بن ہبۃ اللہ مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۴۸۱)

□...... ماہِ رمضان ۶۱۱ھ: میں حضرت ابوالمظفر علی بن علی بن مبارک بن حسین بن نغو باواسطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۲۴)

□...... ماہِ رمضان ۶۱۱ھ: میں حضرت علی بن ابی بکر ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۵۷)

□...... ماہِ رمضان ۶۱۲ھ: میں حضرت کمال الدین ابوالفتوح محمد بن علی بن مبارک بغدادی جلاجلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۵۲)

□...... ماہِ رمضان ۶۱۵ھ: میں حضرت ابوالقاسم تمیم بن ابی بکر احمد بن احمد ازجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۶۶)

□...... ماہِ رمضان ۶۱۸ھ: میں حضرت ابوالفتح احمد بن علی بن حسین غزنوی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۱۰۴)

□...... ماہِ رمضان ۶۲۱ھ: میں حضرت ابوبکر زید بن یحییٰ بن احمد ازجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۱۷۷)

□...... ماہِ رمضان ۶۲۵ھ: میں حضرت ابوالقاسم احمد بن ابوالولید یزید بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن احمد بقوی قرطبی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۲۷۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

□......ماہِ رمضان ۶۲۶ھ: میں یاقوت شہاب الدین رومی حموی کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۱۳)

□......ماہِ رمضان ۶۲۹ھ: میں حضرت ابوموسیٰ جمال الدین عبداللہ بن عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور جماعیلی مقدسی دمشقی صالحی حنبلی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۱۹)

□......ماہِ رمضان ۶۳۰ھ: میں حضرت ابوبکر عبدالعزیز بن ابی الفتح احمد بن عمر بن سالم بن محمد بن باقا بغدادی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۵۲)

□......ماہِ رمضان ۶۳۰ھ: میں حضرت ابوالقاسم علی بن ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی ابن الجوزی بکری بغدادی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۵۳)

□......ماہِ رمضان ۶۳۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد بن ابوسعد مدینی اصبہانی شافعی مذکر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۷۹)

□......ماہِ رمضان ۶۳۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن مسلم بن سلمان اربلی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۹۶)

□......ماہِ رمضان ۶۳۵ھ: میں حضرت ابوطالب عبداللہ بن مظفر بن ابوالقاسم علی بن نقیب ابوالفوارس طراد بن محمد بن علی ہاشمی عباسی بغدادی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۱۹)

□......ماہِ رمضان ۶۳۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن مسعود بغدادی کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۳۱)

□......ماہِ رمضان ۶۳۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد بن ابی یداس برزالی اشبیلی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۵۶)

□......ماہِ رمضان ۶۴۱ھ: میں حضرت ابوالرضا علی بن زید بن علی بن مفرج جذامی تسارسی برقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۹۲)

□......ماہِ رمضان ۶۴۳ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن صدرالدین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۱۰۰)

□......ماہِ رمضان ۶۴۶ھ: میں حضرت ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی بن عثمان بن یوسف مخزومی مغیری مصری شافعی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۱۷۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار　　امام شافعی رحمہ اللہ (قسط ۵)　　مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی کی مصر آمد اور وفات

امام شافعی رحمہ اللہ کی بغداد میں تیسری مرتبہ تشریف آوری کے دوران آپ کا حلقۂ درس خوب پھیلا، آپ کے شاگردوں اور مریدوں میں بہت اضافہ ہوا، اور آپ کے ذریعہ سے علم خوب پھیلا، اس وقت بغداد دوسری اسلامی ریاستوں میں علم کے اعتبار سے سب پر فائق تھا، لیکن اس کے باوجود امام شافعی رحمہ اللہ چند مہینے بغداد میں قیام کے بعد واپس مکہ تشریف لے گئے، اور پھر جلد ہی مکہ سے مصر تشریف لے گئے۔

اہلِ علم حضرات نے اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ کیونکہ سنہ ۱۹۸ھ خلیفہ مامون کی خلافت کا سال ہے، اور مامون کے اردگرد فلسفی اور معتزلی علماء کا حلقہ زیادہ تھا، اور مامون ان سے بہت متأثر بھی تھا، اور مامون کے دربار میں اکثریت انہی لوگوں کی تھی، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ معتزلی لوگوں اور ان کے عقائد ونظریات سے بیزار تھے، اور قرآن وسنت میں ان کی بے جا گفتگو سے متنفر تھے، اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے مامون کے عہدِ خلافت میں اس کے زیرِ اثر رہنے کو گوارا نہ فرمایا، مزید براں یہ بھی روایت ہے کہ مامون نے امام شافعی رحمہ اللہ کو قضاء کے عہدے کی بھی پیشکش کی تھی، جس کے قبول کرنے پر امام شافعی رحمہ اللہ نے معذرت کرلی، اور آپ سنہ ۱۹۹ھ میں مصر تشریف لے آئے، اور تاحیات مصر میں ہی رہے، اور یہیں وفات پائی۔ [۱]

آپ کے مصر کے انتخاب کی وجہ، مصر کے گورنر عباس بن عبداللہ بن عباس کی دعوت بنی۔

مصر جاتے وقت امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ اشعار پڑھنا منقول ہیں:

لقد أصبحت نفسي تتوق إِلَى مصر　　ومن دونها أرض المهامه والقفر

فوالله مَا أدري أللفوز والغنى　　أساق إليها، أم أساق إِلَى قبري؟

ترجمہ: ’’آج میرا نفس مصر جانے کے شوق میں ہے، حالانکہ یہ سفر بڑا دشوار گزار اور مشکلات والا ہے،

---

[۱] ومکث فی هذه القدمة سنتين، ثم عاد بعد ذلک اليها سنة ۱۹۸ ھ، واقام أشهرا فيها، ثم اعتزم السفر الى مصر فرحل اليها، وقد وصل سنة ۱۹۹ ھ (الشافعی، لمحمد ابوزهرة، صفحه ۲۸، دارالفکر العربی)

Idara Ghufran

واللہ! میں نہیں جانتا کہ میں کامیابی اور مالداری کے لئے وہاں جا رہا ہوں، یا قبر میں جانے کے لئے“

(تہذیب الکمال، ج۲۴،ص۳۷۶)

چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ کی مذکورہ دونوں باتیں مصر میں ظاہر ہوئیں، آپ مالدار بھی ہوئے، اور آپ کا انتقال بھی مصر میں ہی ہوا۔ [1]

ربیع بن سلیمان سے روایت ہے کہ ایک دن امام شافعی نے اُن سے معلوم کیا کہ آپ نے مصر کے لوگوں کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مصر میں دو طرح کے لوگ آباد ہیں، ایک جماعت امام مالک کے قول پر عمل پیرا ہے، جبکہ دوسری جماعت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ جب میں مصر جاؤں گا تو میں ان لوگوں کو مالکی اور حنفی دونوں حضرات کے اقوال پر جمع کر دوں گا۔ چنانچہ ربیع کہتے ہیں کہ واللہ! امام شافعی رحمہ اللہ نے ایسا ہی کیا۔

امام شافعی جب مصر پہنچے تو آپ نے سنت کی اتباع میں قبیلہ ازد میں اپنے ننھیال کے ہاں قیام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے، تو آپ نے بھی بنونجار میں اپنے ننھیال کے ہاں قیام فرمایا تھا۔

ہارون بن سعید ایلی سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعی جیسا آدمی نہیں دیکھا، جب لوگوں میں مشہور ہوا کہ ایک قریشی آدمی مصر تشریف لائے ہیں، تو ہم انہیں دیکھنے آئے، آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا، اور نہ آپ جیسا حسین صورت والا کوئی دیکھا، اور جب آپ نے گفتگو کی، تو آپ سے اچھی گفتگو کرنے والا بھی کوئی نہیں دیکھا، پھر گویا ہم آپ کے گرویدہ ہو گئے

(مناقب الشافعی للبیہقی، ج۱،ص۲۳۸وص۲۳۹)

مصر میں اختلاف پر ابتلاء

امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک اور فقہ مکہ میں ہی نئے طرز پر ظاہر ہو چکا تھا، آپ سے پہلے مالکیہ اور حنفیہ دو

---

[1] وبه قال :أخبرنا أَبُو نعيم الحافظ، قال :حَدَّثَنَا أبو بكر مُحَمَّد بن إبراهيم بن علي، قال :سمعت إِبْرَاهِيم بْن علي بْن عَبد الرَّحِيمِ بالموصل يحكي عَنِ الربيع قال :سمعت الشافعي يَقُول في قصة ذكرها:

لقد أصبحت نفسي تتوق إِلَى مصر ومن دونها أرض المهامه والقفر.

فوالله مَا أدرى أللفوز والغنى أساق إليها، أم أساق إِلَى قبري؟

قال :فوالله مَا كَانَ إِلا بعد قليل حَتَّى سيق إليهما جميعا (تهذيب الكمال، ج۲۴، ص۳۷۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الگ مسلک اور فقہ شہرت پا کر رائج ہو چکے تھے، لیکن یہ دونوں طبقے طریقۂ استدلال میں ایک دوسرے سے بالکل جدا تھے، مالکیہ حدیث کے ظاہر پر عمل پیرا تھے، جبکہ حنفیہ کے مسلک اور فقہ میں رائے کو بھی دخل تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ مذکورہ دونوں طرح کے مسالک اور فقہ کو ملاحظہ کر چکے تھے، اور آپ عوام کی طرف سے ان مسالک میں پیدا کیے جانے والے غلو سے بھی واقف تھے، چنانچہ مالکی فقہ کے بعض پیروکاروں کے بارے میں روایت ہے کہ اگر اُن کے سامنے کوئی حدیث بیان کرتا، تو وہ حدیث کے مقابلہ میں امام مالک کے قول کو پیش کرتے، اور اس میں حد سے زیادہ غلو کرنے لگے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے جب یہ صورتِ حال ملاحظہ کی، تو آپ نے اس طرزِ عمل کی تردید میں ''خلاف مالک'' نامی ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا، آپ کو زبان و بیان، اور ادب و مناظرہ میں خوب ملکہ حاصل تھا، اس لئے آپ نے باطل کے خلاف آواز بلند کرنے میں تہذیب اور دلائل دونوں کو جمع فرما دیا۔

امام صاحب کو اپنے استاد امام مالک کے مقابلے میں اس کتاب کے نشر کرانے پر ایک لمبی مدت تک شرح صدر نہ ہوا، یہاں تک کہ آپ نے کئی مرتبہ استخارہ کیا، جس کے بعد آپ کو اس کتاب کے نشر کرنے پر شرح صدر ہو گیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام مالک بھی ایک انسان ہیں، اُن سے بھی خطا اور غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔

روایت ہے کہ امام شافعی کا اس غلو کے مقابلہ میں نکیر کرنا، مصر کے لوگوں پر بہت شاق گزرا، اور انہوں نے امام صاحب کے خلاف مصر کے گورنر کو بھی اُکسانا شروع کر دیا، چنانچہ امام صاحب کے لئے یہ وقت ایک ابتلاء اور آزمائش کی صورت اختیار کر گیا، لیکن امام صاحب حق گوئی اور نصرتِ حدیث میں ثابت قدم رہے

(الشافعی محمد ابوزہرۃ، ص ۲۹، وص ۳۰)

مرضِ وفات

روایت ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات کی وجہ بواسیر کا مرض بنی۔ ربیع کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مصر میں چار سال گزارے، اس زمانۂ قیام میں آپ نے کتابُ الام، کتابُ السنن اور بہت سے مضامین تصنیف فرمائے، آپ اس زمانہ میں بہت بیمار بھی رہے، یہاں تک کہ کبھی سوار ہونے کی حالت میں بواسیر کی وجہ سے آپ کا اتنا خون برآمد ہو جاتا، کہ شلوار اور جوتے بھی بھر جاتے۔

Idara Ghufran

امام شافعی کے شاگرد، مزنی کا بیان ہے کہ وہ امام صاحب کے مرضِ وفات میں آپ کے پاس حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اے استاد! آج آپ کی کیسی طبیعت ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ میں دنیا سے کوچ کرنے جارہا ہوں، بھائیوں سے جدا ہونے جارہا ہوں، موت کا جام پینے جارہا ہوں، اللہ کے حضور حاضر ہونے جارہا ہوں، اپنے بداعمالیوں سے ملنے جارہا ہوں۔

پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

الیک اللہ الحق أرفع رغبتی وان کنت یاذا المن والجود مجرما

تعاظمنی ذنبی فلما قرنته بعفوک ربی کان عفوک أعظما

ترجمہ: ''اے سچے معبود! میں آپ سے ہی اچھی امید رکھتا ہوں، کیونکہ آپ ہی مجرموں پر کرم اور احسان کرنے والے ہیں۔

میرے گناہ بڑے ہیں، لیکن جب میں آپ کی رحمت دیکھتا ہوں تو آپ کی رحمت اور معافی میرے گناہوں سے بھی بڑی ہے''

(کذافی توالی التأسیس لمعالی محمد بن ادریس، للحافظ ابن حجر عسقلانی،ص۱۷۷،وص۱۷۸)

ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا سنہ۲۰۴ھ میں جمعہ کی رات میں انتقال ہوا، یہ رجب کے مہینہ کی آخری رات تھی، اُس وقت آپ کی عمر چون سال تھی، ہم نے آپ کو جمعہ کے دن دفن کیا، دفن کے بعد جب ہم واپس آرہے تھے تو ہم نے شعبان۲۰۴ھ کا چاند بھی دیکھا۔ [۱] (جاری ہے......)

[۱] قال الربیع بن سلیمان :توفی الشافعی لیلة الجمعة، بعد العشاء الآخرة بعد ما صلی المغرب آخر یوم من رجب، ودفناه یوم الجمعة، فانصرفنا، فرأینا هلال شعبان، سنة أربع ومائتین (آداب الشافعی ومناقبه، صفحه ٥٦)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط ۵) مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات و حالات اور ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر کی کمزور مسلمانوں کی مدد

مکہ کے مشرکین، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ پر ایمان لانے والے لوگوں کو بھی سخت تکلیفیں پہنچا رہے تھے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور آپ کو مشرکین کی تکالیف سے بچانے میں کوشاں تھے، اسی طرح دوسرے مسلمانوں کی بھی مشرکین کی تکالیف پر مدد فرماتے تھے، خاص طور پر وہ کمزور، غریب مسلمان جو کسی مشرک کے غلام بھی تھے، اُن پر تو اُن کے مشرک آقاؤں اور سرداروں نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے تھے، ایسے کئی مسلمان غلاموں کے مشرک سرداروں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا مال دے کر خریدا، اور پھر انہیں اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔

ان مسلمان غلاموں میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوفکیہ رضی اللہ عنہ، حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا، حضرت لُبینہ رضی اللہ عنہا، حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم عبیس رضی اللہ عنہا وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ [۱]

بلکہ بعض روایات کی رو سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں سورۂ اعلیٰ کی تین آیتیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلاموں کو آزاد کرنے کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں (معجم کبیر طبرانی، روایت نمبر ۲۳۷، ومسند بزار)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا اصل نام بلال بن رباح ہے، آپ کا شمار اُن مسلمانوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے سب سے پہلے اعلانیہ طور پر اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔

آپ مشرک سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے، وہ آپ سے مطالبہ کرتا تھا کہ محمد کے دین کا انکار کرو، لیکن آپ کی زبان سے احد، احد ہی نکلتا رہا، اس پر آپ کا مشرک سردار اور مکہ کے دوسرے سردار، آپ کو سورج

[۱] بعض اہلِ علم نے چند آثار وروایات کی روشنی میں فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد سات ہے، جبکہ دیگر اہلِ علم کے نزدیک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کی تعداد اس سے زیادہ ہے (ملاحظہ ہو: دلائل النبوۃ بیہقی، روایت نمبر ۴۱، وکتاب ’’صدیقِ اکبر‘‘، صفحہ ۳۸، مرتبہ: مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مطبوع: ادارۂ اسلامیات لاہور)

Iqra Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی تپتی دھوپ میں ریت پر اوندھے منہ لٹادیتے تھے، اور آپ کے اوپر بھاری پتھر رکھ کر سورج ڈھلنے تک لٹائے رکھتے تھے۔

چنانچہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

كَانَ شَحِيحًا عَلَى دِينِهِ، وَكَانَ يُعَذَّبُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَانَ يُعَذَّبُ عَلَى دِينِهِ، فَإِذَا أَرَادَ الْمُشْرِكُونَ أَنْ يُقَارِبَهُمْ قَالَ :اللَّهَ اللَّهَ، قَالَ :فَلَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ :لَوْ كَانَ عِنْدَنَا شَيْءٌ اشْتَرَيْنَا بِلَالًا ، فَلَقِيَ أَبُو بَكْرٍ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ :اشْتَرِ لِي بِلَالًا، قَالَ :فَانْطَلَقَ الْعَبَّاسُ فَقَالَ لِسَيِّدِهِ :هَلْ لَكَ أَنْ تَبِيعَنِي عَبْدَكَ هَذَا قَبْلَ أَنْ يَفُوتَكَ خَيْرُهُ وَتُحْرَمَ ثَمَنَهُ؟ قَالَ :وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ إِنَّهُ خَبِيثٌ، إِنَّهُ إِنَّهُ، قَالَ :فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَاشْتَرَاهُ الْعَبَّاسُ، فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَأَعْتَقَهُ، فَكَانَ يُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الشَّامِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ :بَلْ عِنْدِي فَقَالَ :إِنْ كُنْتَ أَعْتَقْتَنِي لِنَفْسِكَ فَاحْبِسْنِي، وَإِنْ كُنْتَ أَعْتَقْتَنِي لِلَّهِ فَذَرْنِي أَذْهَبُ إِلَى اللَّهِ، فَقَالَ :اذْهَبْ، فَذَهَبَ إِلَى الشَّامِ، فَكَانَ بِهَا حَتَّى مَاتَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۰۴۱۲)

ترجمہ: حضرت بلال اپنے دین پر بہت مضبوط تھے، آپ پر اللہ عزوجل (پر ایمان لانے) کی وجہ سے بہت ظلم کیا گیا، مشرک جب آپ پر ظلم کرنے کے لئے آپ کے قریب آتے، تو آپ اللہ اللہ کہنے لگ جاتے، اسی طرح ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملے، اور فرمایا کہ اگر ہمارے پاس کچھ (مال وغیرہ) ہو، تو ہم بلال کو خرید لیں، چنانچہ حضرت ابوبکر، حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ملے، اور ان سے کہا کہ بلال کو میرے لئے خرید لیجئے، چنانچہ حضرت عباس، بلال کے سردار کے پاس گئے، اور اُس سے کہا کہ اپنے اس غلام کو مجھے فروخت کردو، اس سے پہلے کہ تم مر جاؤ، اور اس غلام کی قیمت سے محروم ہوجاؤ، مشرک سردار نے کہا کہ آپ اس غلام کا کیا کروگے، یہ تو ایسا اور ویسا خبیث ہے، حضرت عباس نے پھر وہی کہا، اور حضرت بلال کو خرید کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوادیا، حضرت ابوبکر

Idara Ghufran

نے حضرت بلال کوآزاد کردیا۔حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، تو حضرت بلال نے شام جانے کا ارادہ کرلیا، حضرت ابوبکر نے ان سے کہا کہ میرے پاس رہو، تو حضرت بلال نے عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لئے آزاد کیا تھا، تو مجھے اپنے پاس روک لیجئے، اوراگر اللہ کے لئے آزاد کیا تھا، تو مجھے اللہ کی (رضا کی) طرف جانے دیجئے، چنانچہ حضرت ابوبکر نے انہیں جانے کی اجازت دے دی، حضرت بلال کا شام میں ہی انتقال ہوا (عبدالرزاق)

حضرت عامر بن فہیرہ

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی شروع کے اسلام قبول کرنے والے مسلمان غلاموں میں سے ہیں، آپ طفیل بن سخبرہ ازدی کے غلام تھے، آپ پر بھی اسلام قبول کرنے پر بڑاظلم وستم کیا گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کوخرید کرآزاد کردیا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جاتے وقت غارِثور میں قیام فرمایا، تو غارِثور کے آس پاس حضرت عامر بن فہیرہ بکریاں چرانے لگے، جس سے غار کے باہر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے قدموں کے نشان مٹ گئے، حضرت عامر بن فہیرہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر کے ساتھ حضرت عامر بن فہیرہ بھی شریک تھے (الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج۳،ص۴۸۲، درذیل ترجمہ عامر)

حضرت ابوفکیہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوفکیہ رضی اللہ عنہ بھی ابتدائی اسلام قبول کرنے والے مسلمان غلاموں میں سے ہیں، آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا، جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، آپ صفوان بن امیہ کے غلام تھے، جوآپ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کرآپ پرظلم کرتا تھا، اسی طرح ایک مرتبہ آپ پرظلم کیا جارہا تھا، کہ ایسا محسوس ہونے لگا کہ آپ فوت ہوگئے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کوخرید کرآزاد کردیا (اسدالغابہ، ج۶،ص۲۴۱، درذیل ترجمہ ابوفکیہۃ)

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا بھی شروع کی اسلام قبول کرنے والی مسلمان غلام خواتین میں سے ہیں،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مشرکوں نے آپ پر بہت ظلم کیے، جن میں ابوجہل بھی شامل تھا۔

روایت ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا، تو آپ کی بینائی زائل ہوگئی، مشرکوں نے کہا کہ اس نے ہمارے معبودوں لات اورعزیٰ کے معبود ہونے کا انکار کیا ہے، اس لئے لات اورعزیٰ نے اس سے ناراض ہوکراس کی بینائی لے لی ہے، تو حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لات اورعزیٰ کیا جانیں کہ کون ان کی عبادت کرتے ہیں، میرا رب میری بینائی لوٹانے پر قادر ہے، چنانچہ اگلے دن حضرت زنیرہ کی بینائی لوٹ آئی، اس پر مشرکوں نے کہا کہ یہ (نعوذ باللہ) محمد کا جادو ہے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زنیرہ پر مشرکوں کا ظلم وستم دیکھا، تو انہیں خرید کر آزاد کردیا(اسد الغابہ، ج۷، ص۱۲۴، درذیل ترجمہ زنیرۃ الرومیۃ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مسلمان غلاموں کوخرید کر آزاد کرنا کسی دنیاوی غرض اور فائدہ کے حاصل کرنے کے لئے نہیں تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھا، چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا، نے اپنے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوبکر! تم زیادہ تر کمزور لوگوں (مثلاً عورتوں) کوخرید کر آزاد کرتے ہو، اگر تم تندرست اور توانا غلاموں کوخرید کر آزاد کرو، تو وہ تمہارے کسی کام بھی آئیں۔

اس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابا جان! یہ (کمزوروں کوخرید کر آزاد کرنا) میں کسی خاص وجہ سے کرتا ہوں (یعنی اللہ کی رضا کے لئے) چنانچہ اسی پر سورۂ لیل کی یہ آیتیں نازل ہوئیں:

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى.

ترجمہ: ''تو جس نے (اللہ کے راستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری اختیار کی، اور اچھی بات کی تصدیق کی، تو اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے'' سے اللہ عزوجل کے اس قول تک ''اور (وہ اس لئے) نہیں (دیتا کہ) اس پر کسی کا احسان (ہے) جس کا وہ بدلا اتارتا ہے، بلکہ اپنے ربِ اعلیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے، اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا'' (سورۂ لیل، آیت نمبر۵تا۲۱) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث۳۹۴۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

بڑی عید اور قربانی

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے سال میں خوشی منانے کے لئے دو عیدیں رکھی ہیں، ایک کو عیدُ الفطر یا چھوٹی عید کہا جاتا ہے، اور دوسری کو عیدُ الاضحیٰ یا بڑی عید کہا جاتا ہے۔

یہ دونوں عیدیں اسلامی سال میں آتی ہیں، چھوٹی عید رمضان کا مہینہ مکمل ہونے پر خوشی کے طور پر شوال کی پہلی تاریخ میں منائی جاتی ہے، جبکہ بڑی عید، چھوٹی عید کے تقریباً دو مہینے اور آٹھ دن کے بعد اسلامی سال کے آخری مہینے یعنی ذی الحج کے مہینے میں آتی ہے، ذی الحج کے مہینے کی نو تاریخ کو مسلمان سعودی عرب میں حج کرتے ہیں، اور دس ذی الحج کو مسلمان بڑی عید مناتے اور جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔

قربانی اصل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک نبی ہیں، ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کررہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا یہ خواب اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو سنایا، اور فرمایا کہ آپ کا اس خواب کے بارے میں کیا خیال ہے؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام جانتے تھے کہ نبی جب کوئی خواب دیکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، اور نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ میری قربانی چاہتے ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے، آپ اس پر عمل کریں، ان شاءاللہ! آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے لٹایا، اور ان کی گردن پر چھری رکھی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! آپ نے خواب سچا کردیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دنبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ پر پہنچ گیا، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دنبہ کی قربانی ہوئی، ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ذی الحج کے مہینے میں قربانی کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہر سال مسلمان ذی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الحج کے مہینے میں عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔

عیدالفطر کو چھوٹی عید اور عیدالاضحیٰ کو بقرعید یا بڑی عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ چھوٹی عید کا صرف ایک دن ہوتا ہے اور بڑی عید کے تین دن ہوتے ہیں، کیونکہ بڑی عید کے تین دن تک قربانی کرنے کی اجازت ہوتی ہے، اس کے علاوہ چھوٹی عید کے موقعہ پر صرف عید کی نماز پڑھی جاتی ہے، اور بڑی عید کے موقعہ پر عید کی نماز کے علاوہ قربانی بھی ہوتی ہے اور جس عید پر دو کام ہوں، وہ اس عید سے بڑی ہوگی جس میں صرف ایک کام ہو۔

پیارے بچو! قربانی کے جانور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور پیارے جانور ہوتے ہیں، اور یہ جانور انسانوں کے پاس چند دن کے مہمان ہوتے ہیں، اس لئے ان جانوروں اور چند دنوں کے مہمانوں کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہئے، ان کو مارنا پیٹنا اور ان کو تکلیف پہنچانا اور بھوکا پیاسا رکھنا بہت بری بات ہے، موسم کے مطابق ان کو گرم یا ٹھنڈی جگہ رکھنا چاہئے، ان کے اوپر چڑھ کر بیٹھنا یا ان پر سواری کرنا یا ان کی رسی پکڑ کر اس طرح کھینچنا کہ ان کا گلا گھونٹ جائے، بہت بری بات ہے، اسی طرح ان کے آرام میں خلل ڈالنا اور ان جانوروں کو آرام نہ کرنے دینا بھی بُری باتیں ہیں، ان سے بھی بچنا چاہئے، ورنہ یہ بے زبان جانور اللہ تعالیٰ سے بددعا کریں گے، اور ان کی بددعا لگ جاتی ہے، یہ جانور زبان سے بول تو نہیں سکتے، لیکن خوشی اور غمی محسوس کرتے ہیں، جانوروں کا خیال رکھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اور انہیں تکلیف دینے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

بچو! قربانی کے جانوروں کا گوشت کھانا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، کیونکہ قربانی کے جانوروں کا گوشت دوسرے گوشت کی طرح نہیں ہوتا، اس لئے قربانی کے جانوروں کا گوشت کھانا ثواب کا کام ہے، اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو قربانی کا گوشت ثواب سمجھ کر کھانا چاہئے، اور اپنے دوسرے دوستوں، رشتہ داروں اور غریبوں کو بھی قربانی کا گوشت دینا چاہئے، یہ بھی ثواب کا کام ہے۔

پیارے بچو! جس جگہ قربانی کے جانور کو ذبح کیا جا رہا ہو، وہاں سے فاصلہ پر اور محفوظ جگہ رہنا چاہئے، کیونکہ بعض دفعہ قربانی کا جانور، ذبح کرنے اور پکڑنے والوں سے بے قابو ہو کر بھاگنے لگتا ہے، اور جو کوئی بھی سامنے آجائے اس کو مارنے لگتا ہے، ہر سال بڑی عید کے موقع پر ایسے کئی واقعات ہوتے ہیں، کئی بندے فوت بھی ہو جاتے ہیں، اس لئے جانور ذبح ہوتے وقت ان سے دُور رہنا چاہئے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بزمِ خواتین

مولانا طلحہ مدثر

⌘ گھریلو ناچاقی اور اس کے اسباب (قسط۲)

معزز خواتین! عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ لڑکی اپنے سسرال کی ہر ایک چھوٹی بڑی بات اپنے میکے میں آ کر بیان کرتی ہے خواہ وہ بات بہت معمولی ہی کیوں نہ ہو، یاد رکھئے کہ ہر بات کا ہر جگہ ذکر کرنا مناسب نہیں ہوتا اور خاص طور پر ایسی باتیں ذکر کرنا جس میں دوسرے کے عیوب اور کوتاہیوں کا ذکر موجود ہو جو سراسر غیبت ہے جس کا گناہ ہونا کسی پر پوشیدہ نہیں ہے اور اس کا سوائے اپنا نامہ اعمال گناہوں سے بوجھل کرنے کے کوئی اور حاصل حصول بھی نہیں ہے۔

اگر کوئی لڑکی گھر آ کر سسرال کی چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کرے تو اس کو سمجھانا چاہئے کہ ایسا کرنا اچھی عادت نہیں، جبکہ آج کل لڑکی کے گھر والے اس کو سمجھاتے تو کیا ہوتے، الٹا اس کو سسرال والوں کے خلاف سرکشی اور بدتمیزی و بدتہذیبی کے طریقے اور راستے سکھاتے ہیں اور اپنے اس طرزِ عمل کو اپنی بچی کی ہمدردی اور خیر خواہی سمجھتے ہیں، اور اپنی بچی کے ہم زبان ہو جاتے ہیں۔

معزز خواتین! یاد رکھئے آپ اپنے ذہن اور دل میں اس طریقہ کار کو جتنا مرضی ہمدردی پر مبنی سمجھیں لیکن درحقیقت یہ لڑکی کے ساتھ ناانصافی اور دشمنی کرنے کے مترادف ہے آپ کی اس نرالی ہمدردی کے طریقوں پر عمل کرنے سے اس کی مشکلات میں کمی ہونے کے بجائے اور اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کے مسائل مزید بڑھ جاتے ہیں جس کے اسباب آپ کی وہی مخلصانہ ہمدردی ہے۔

لہٰذا لڑکی کو چاہئے کہ وہ سسرال کی ہر چھوٹی بڑی بات گھر کے افراد کو نہ بتائے اور اگر کسی نے کوئی ناانصافی یا حق تلفی کر بھی دی تو درگزر کرے اور برداشت سے کام لے اور بلاوجہ اس کی تشہیر نہ کرے۔

لڑکی کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ وہ سسرال میں ایک نیا فرد ہے، جس طرح ایک نئی چیز کو انسان حاصل کرنے کے بعد بار بار دیکھتا ہے، الٹ پلٹ کر اس کے ایک ایک نقش اور ڈیزائن کا معائنہ کرتا ہے کافی وقت صرف کر کے اس کی ہر چھوٹی بڑی خوبی و خامی کو پرکھتا ہے اور مختلف اعتبارات سے اس کے بارے میں تبصرہ کرتا ہے اسی طرح شروع شروع میں نئی نویلی دلہن کی بھی ایک ایک عادت کی جانچ پڑتال اور شکل و صورت پر تبصرے کئے جاتے ہیں اور اس کی ہر ہر نقل و حرکت کو نوٹ کیا جاتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لہٰذا اس دوران لڑکی کو بہت محتاط اور سنجیدہ و بردبار اور باوقار رہنا چاہئے محتاط رہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دلہن منہ بنا کر ایک کونے میں بیٹھی رہے اور کسی کے ساتھ بھی بات نہ کرے بلکہ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گفتار و کردار میں احتیاط سے کام لے، غیر مناسب گفتگو اور حرکات سے پرہیز کرے، ہر بات کا پلٹ کر جواب نہ دے، بات کرنے سے پہلے ایک مرتبہ اچھی طرح سوچ لے کہ یہ بات غیر مناسب یا بے فائدہ تو نہیں ہے، اس کے بعد بات کرے، اگر کسی کی کوئی بات معلوم ہو جائے کہ فلاں اس کے بارے میں یا اس کی شکل وصورت یا عادت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہہ رہا ہے جو اسے ناگوار محسوس ہو، تو اس کو نظر انداز کیا جائے اور درگزر سے کام لیا جائے بلا وجہ جھگڑا اور لڑائی نہ کی جائے۔

معزز خواتین! لڑکی کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ لڑکے کے گھر والے فطرتاً لڑکے کے بارے میں یہ سوچیں گے کہ پہلے جو شخص والدین کی خدمت میں پیش پیش رہتا تھا بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا، بہن بھائیوں کے ساتھ وقت گزارتا تھا اب وہ اپنے ان پرانے معمولات کو تبدیل کر رہا ہے اور وہ اپنے وقت کا زیادہ تر حصہ اپنی بیوی کے پاس گزار رہا ہے اور وہ ان کے حقوق میں کمی کر رہا ہے لہٰذا لڑکی کو چاہئے کہ وہ از خود لڑکے کے گھر والوں کے اس احساس سے پہلے ہی اس کمی کو پورا کرے جو اس کے شوہر کی عدم توجہ سے پیدا ہوئی ہے تاکہ گھر والوں کو ناگواری ہونے کے بجائے خوشی ہونے لگے کہ خوشیوں میں شریک ہونے والا اور ان کے ساتھ وقت گزارنے والا ایک نیا فرد ان کے گھر میں آ گیا ہے اور اگر شوہر کی طرف سے واقعی عدمِ توجہ یا لاپرواہی برتی جارہی ہو تو مناسب موقع پر مناسب انداز میں شوہر کو متوجہ کرے، تاکہ ایک ہی گھر میں رہنے والے افراد کے مابین عداوتیں اور کدورتیں پیدا نہ ہوں۔

بدقسمتی سے معاشرے میں یہ بھی بکثرت ہو رہا ہے کہ شادی کی دہلیز پر کھڑی دوشیزہ کو پیا گھر سدھارتے ہوئے اس کی سہیلیاں، ہمجولیاں اور خالائیں، بہنیں وغیرہ رشتہ دار خواتین پند و نصائح کی جو پوٹلی تھماتی ہیں، ان میں سرِ فہرست یہ زریں حکیمانہ نصیحتیں بھی ہوتی ہیں کہ لڑکے کے گھر والے اور ساس تمہاری دشمن ہے اسی نظریہ کی وجہ سے اس کو سسرال والوں کی ہر بات سازش لگتی ہے اور ایسی لڑکی کے لئے سسرال میں ہم آہنگی اور ہم رنگی، اعتماد و اعتبار کا ماحول بنانا کتنا مشکل ہوگا، جب تک اس ذہنیت اور سوچ کو تبدیل نہیں کیا جائے گا اور بالکل خالی الذہن نہ ہوا جائے، تب تک لڑکی کو سسرال والوں کی ہر بات اپنے خلاف ہی معلوم ہوگی۔

Idara Ghufran

لہٰذا لڑائی اور جھگڑوں سے بچنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ سسرال کے کسی بھی فرد کے بارے میں پہلے سے کوئی نظریہ قائم نہ کیا جائے اور بالفرض ساس کسی بات پر ڈانٹ دے یا تنبیہ کر دے تو اس کو اپنے لئے فائدہ مند سمجھا جائے جیسا کہ گھر میں والدہ سے یا گھر کے بڑوں سے ڈانٹ پڑتی ہے تو ایسا نہیں سمجھا جاتا کہ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں اسی طرح یہاں پر بھی ساس کو اپنا خیر خواہ سمجھا جائے، دشمن نہ سمجھا جائے اور یہ بات تبھی ممکن ہو سکے گی جب پہلے سے ذہن میں کوئی غلط نظریہ موجود نہ ہو ورنہ اس پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔

عین ممکن ہے کہ کئی دفعہ ساس، نند وغیرہ سسرالیوں کی کچھ زیادتیاں یا بے موقع سختیاں بھی ہوں، آخر وہ لوگ بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں، جس کا ایک حصہ میکے والے ہیں، لیکن بات یہ ہے کہ دلہن تو امتحان کی کسوٹی پر ہے، اس نے ایک نئے گھر کی بنیاد رکھنی ہے، ایک نئی زندگی کو پروان چڑھانا ہے، شادی کے بعد چند ماہ یا سال بھر ہی وہ اگر تحمل و برداشت، شائستگی، خوش خلقی، رکھ رکھاؤ، جذبۂ خدمت، سلیقہ مندی، کفایت شعاری، وقار و سنجیدگی کا مظاہرہ کرے، تو پھر دیکھے گی کہ زمانہ کیسے اسے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے، نیک نامی کیسے اُسے ہاتھوں ہاتھ لے گی، سسرالیوں کے لئے کیسے وہ آنکھ کا تارا بنے گی، آخر اسی معاشرے میں کامیاب بیویاں، بہوئیں بھی ہیں، ان کے حالت پر نظر ڈالی جائے کہ کیسے انہوں نے یہ مقام بنایا، اور اس مرتبہ پر فائز ہوئیں کہ سسرالی اس کا دَم بھرتے ہیں اور چھوٹے بڑے اس کے آگے پانی بھرتے ہیں، کیڑے نکالنے والے مذکورہ بردباری و خوش خلقی والے طرزِ عمل سے رام اور عیب جوئی و طعنہ زنی کرنے والے اسی سلوک سے مغلوب و شکست خوردہ ہوتے ہیں۔

مشقت کی ذلت جنہوں نے اٹھائی　　جہاں میں ملی آخران کو بڑائی

ع　　ہر کہ خدمت کند او مخدوم شود　　(جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نوذی الحجہ کے روزے کی فضیلت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ سَنَتَيْنِ مُتَتَابِعَتَيْنِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۷۵۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یومِ عرفہ (یعنی نوذی الحجہ) کا روزہ رکھا، تو اس کے لگا تار دو سال کے (صغیرہ گناہ) معاف کر دیئے جائیں گے (مسند ابو یعلیٰ، ابن ابی شیبہ، طبرانی)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: صَوْمُ یَوْمِ عَرَفَةَ كَفَّارَةُ السَّنَةِ الْمَاضِيَةِ وَالسَّنَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۲۰۶۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ (یعنی نوذی الحجہ) کا روزہ ایک سال گزشتہ، اور ایک سال آئندہ (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہے (طبرانی)

اور حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ:

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس روزے کو دو سالوں کے روزوں کے برابر شمار کیا کرتے تھے (معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر ۷۵۱)

Idara Ghufran

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنا

اُمُّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ (مسلم، رقم الحديث ۱۹۷۷، كتاب الصيد والذبائح، باب نهى من دخل عليه عشر ذى الحجة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذُوالحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے (مسلم)

اس جیسی احادیث کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام نے فرمایا کہ قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ذُوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے ناخن نہ کاٹے اور سر، بغل اور ناف کے نیچے، بلکہ بدن کے کسی حصہ کے بھی بال نہ کاٹے، لیکن یاد رہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص قربانی سے پہلے ایسا کرلے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اس سے قربانی میں کوئی خلل نہیں آتا۔

البتہ قربانی سے پہلے اگر فاضل بال اور ناخن کاٹے ہوئے چالیس دن گذر گئے ہوں تو پھر ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے اور بغل کے بالوں کی صفائی ضروری ہے، یاد رہے کہ کم از کم ایک مٹھی کی مقدار ڈاڑھی رکھنا ہمیشہ واجب ہے اور اس سے کم کرنا یا مونڈنا جائز نہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نو ذی الحجہ کی فجر سے لے کر تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک تکبیرِ تشریق کا حکم

حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ بْنَ الْخَطَّابِ: كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلٰى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، ثُمَّ يُمْسِكُ صَلَاةَ الْعَصْرِ (الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۲۰۰، كتاب العيدين)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ (یعنی نو ذُوالحجہ) کی صبح کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے، پھر عصر کی نماز پر رُک جاتے تھے (ابنِ منذر)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ كَـانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْـرِيْقِ يُكَبِّرُ فِي الْعَصْرِ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۲۰۷، كتاب العيدين، كيفية التكبير فى أيام التشريق)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی ظہر کی نماز تک تکبیر کہتے تھے، عصر میں بھی تکبیر کہتے تھے، اور یہ کہتے تھے کہ: **اَللّٰـهُ أَكْبَـرُ اَللّٰـهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ** (ابن منذر)

Idara Ghufran

عید کی نماز کے بعد قربانی کرنے کا حکم

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات سنی کہ:

إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ (بخاری، رقم الحدیث ۵۵۶۰، کتاب الاضاحی)

ترجمہ: ہمارے اس عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم (عید کی) نماز پڑھیں، پھر ہم لوٹ کر قربانی کریں، پس جس نے اس طریقہ پر عمل کیا، تو اس نے ہمارے طریقہ کے مطابق درست کام کیا، اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) قربانی کر دی، تو وہ ایک گوشت ہو گیا، جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے جلدی تیار کر دیا، اس کا قربانی سے تعلق نہیں (بخاری)

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ہم اسی حدیث پر عمل پیرا ہیں کہ جب آدمی ایسے شہر میں ہو، جس میں کہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہے، پھر وہ امام کے نماز پڑھانے سے پہلے ذبح کر دے، تو وہ بکری (یا جس جانور کو بھی ذبح کیا ہے) کا گوشت ہے، جو کہ قربانی کی طرف سے جائز نہیں ہوگا، اور جو شخص شہر میں نہ ہو، بلکہ شہر سے دور گاؤں، دیہات وغیرہ میں ہو، تو وہ طلوعِ فجر ہونے کے بعد اور سورج طلوع ہونے کے وقت ذبح کر دے، تو اس کے لئے جائز ہے، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (در ذیل حدیث نمبر ۶۳۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

عُشر کے نصاب کی تحقیق (قسط۲)

عشر کے نصاب کی تحقیق پر مفتی محمد رضوان صاحب نے ایک تفصیلی مضمون تحریر کیا ہے، جس کو قسط وار شائع کیا جارہا ہے......(ادارہ)

پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہ ہونے کی احادیث میں توجیہات

مذکورہ احادیث وروایات میں پانچ وسق سے کم مقدار کی پیداوار پر صدقہ اور زکاۃ نہ ہونے کے الفاظ کے ساتھ عشر واجب نہ ہونے کا صراحتاً ذکر ہے، اس لئے ہمارے نزدیک انصاف کی بات یہ ہے کہ ان احادیث وروایات میں ایسی تاویل یا توجیہ کرنا کہ جس کے نتیجہ میں پانچ وسق سے کم میں عشر واجب ہونے کا حکم لگایا جائے، نامناسب اور غیر راجح طریقہ ہے۔

اس طرح کی چند تاویلات وتوجیہات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)......بعض حضرات نے پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہ ہونے کی احادیث وروایات کی یہ توجیہ کی ہے کہ ان احادیث میں صدقہ سے مراد زکاۃ ہے، اور یہ اس زرعی پیداوار کا بیان ہے، جو تجارت کے لئے حاصل کی گئی ہو، ایسی پیداوار پر اس وقت تک زکاۃ واجب نہیں، جب تک اس کی مقدار دوسودرہم کو نہ پہنچ جائے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ پانچ وسق، دوسودرہم کے مساوی ہوتے تھے، اس لئے پانچ وسق کو نصاب بنادیا گیا۔ [۱]

مگر یہ توجیہ بہت بعید وکمزور قرار دی گئی ہے، کیونکہ زرعی پیداوار میں اجناس مختلف ہوتی ہیں، اور یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ تمام اجناس میں پیداوار کی قیمت دوسودرہم ہوا کرتی تھی، کیونکہ یہ اسی وقت ممکن ہے، جبکہ گندم اور چارہ کی قیمت میں کوئی فرق نہ ہو، اور بعض روایات کے صریح الفاظ سے بھی اس کی تردید ہوتی

---

[۱] والحديث الأول محمول على الزكاة، فإن الصدقة عند الإطلاق تنصرف إليها ، وكانوا يتعاملون بالأوساق ، وكان قيمة الوسق أربعين درهما ، فيكون قيمة الخمسة مائتى درهم (الاختيار لتعليل المختار، ج ۱ ص ۱۱۳ ، كتاب الزكاة، باب زكاة الزروع والثمار)

وتأويل ما رويا زكاة التجارة لأنهم كانوا يتبايعون بالأوساق وقيمة الوسق كانت يومئذ أربعين درهما ولفظ الصدقة فيه ينبء عنها (تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۲۹۲ ، كتاب الزكاة، باب العشر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہے، جن میں پانچ وسق سے کم مقدار کھیتی میں صدقہ واجب نہ ہونے کی صراحت آئی ہے، نیز یہ بات ناممکن ہے کہ جمہور فقہائے کرام نے پانچ وسق کی احادیث کو جو مالِ تجارت کی زکاۃ سے متعلق ہوں، انہیں عشر میں منتقل کردیا ہو، اور اس طرح جمہور امت اس صریح غلطی کی مرتکب رہے ہوں (درسِ ترمذی بتغیر و اضافہ، جلد۲، صفحہ۴۴۰، ۴۴۱، باب ماجاء فی صدقۃ الزرع والثمر والحبوب، طبع نہم، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی) [1]

(۲)......بعض حضرات نے جو پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہ ہونے کی احادیث وروایات کی یہ توجیہ کی ہے کہ ان احادیث میں حکومت کی طرف سے زکاۃ وصدقہ حاصل کرنے والے نمائندہ وعامل کا دائرۂ اختیار بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ پانچ وسق سے کم پیداوار کی زکاۃ وصول نہیں کرے گا، بلکہ اس سے کم مقدار کی زکاۃ مالک پر خود سے واجب ہوگی۔ [2]

مگر یہ توجیہ بھی راجح اور مضبوط معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ متعدد احادیث وروایات کے الفاظ میں بغیر کسی عامل ونمائندہ کی قید کے صراحتاً پانچ وسق سے کم میں کھیتی وفصل وغیرہ کے صدقہ وزکاۃ واجب نہ ہونے کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ گزرا۔

اور مذکورہ احادیث وروایات سے متبادر اور ظاہر بھی یہی ہوتا ہے، اسی وجہ سے محدثین اور جمہور فقہائے کرام نے ان احادیث وروایات سے پانچ وسق سے کم میں زکاۃ وعشر واجب نہ ہونے کا حکم سمجھا اور مراد لیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی پانچ وسق سے کم مقدار میں صدقہ واجب نہ ہونے کی حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

بَابٌ: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ (بخاری، کتاب الزکاۃ)

ترجمہ: یہ باب ہے اس کا کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہیں (بخاری)

اور امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث پر درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

---

[1] ولكن الأنصاف خلاف ذلك فإن تفاوت أسعار الثمار والشعير والحنطة غير قليل فكيف يعلم ماذا أراد النبي -صلى الله عليه وسلم- بذلك حتى يعلم حكمه (الكوكب الدرى، ج ۱، ص ۲۳۶، ابواب الزكاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، مطبوعة: ايچ ايم سعيد، كمپنى، كراچى، پاكستان)

[2] والمراد بالحديث الثاني صدقة تؤخذ: أي يأخذها العاشر وهو مذهب أبي حنيفة، بل يدفعها المالك إلى الفقراء؛ وقولهما يشترط النصاب للغنى (الاختيار لتعليل المختار، ج ۱ ص ۱۱۳، باب زكاة الزروع والثمار)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اَلْقَدْرُ الَّذِیْ تَجِبُ فِیْهِ الصَّدَقَةُ(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ)

ترجمہ: جس مقدار میں صدقہ واجب ہوتا ہے(نسائی)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن ترمذی میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَدَقَةِ الزَّرْعِ وَالتَّمْرِ وَالْحُبُوْبِ(سنن الترمذی، ابواب الزکاۃ)

ترجمہ: یہ باب ہے کھیتی اور کھجور اور غلہ کے صدقہ کے بارے میں روایات کے بیان میں(ترمذی)

اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

بَابُ مَا تَجِبُ فِیْهِ الزَّكَاةُ(ابوداؤد، کتاب الزکاۃ)

ترجمہ: یہ باب ہے جن چیزوں میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، اس کے بیان میں(ابوداؤد)

اور امام ابنِ حبان نے اپنی کتاب صحیح ابنِ حبان میں پانچ وسق کی حدیث پر درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُدْحِضِ قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ فِیْ قَلِيْلِ مَا أَخْرَجَتِ الْأَرْضُ الْعُشْرَ كَمَا فِیْ كَثِيْرِهَا(صحیح ابنِ حبان، تحت رقم الحدیث ۳۲۷۶، کتاب الزکاۃ، باب العشر)

ترجمہ: اس حدیث کا ذکر، جو ان صاحب کے قول کو رد کرتی ہے، جن کا گمان یہ ہے کہ زمین کی قلیل پیداوار میں بھی عشر واجب ہے، جس طرح کہ زمین کی کثیر مقدار میں عشر واجب ہے(ابنِ حبان)

اور امام دارمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن دارمی میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ مِنَ الْحُبُوْبِ وَالْوَرِقِ وَالذَّهَبِ(سنن الدارمی، کتاب الزکاۃ)

ترجمہ: یہ باب ہے اس کے بیان میں کہ کون سے غلہ، چاندی اور سونے میں صدقہ واجب نہیں ہوتا(دارمی)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن بیہقی میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

بَابُ لَا شَیْءَ فِی الثِّمَارِ وَالْحُبُوْبِ حَتّٰى يَبْلُغَ كُلُّ صِنْفٍ مِنْهَا خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَيَكُوْنُ فِيْمَا بَلَغَ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ (سنن البیهقی، کتاب الزکاۃ)

Idara Ghufran

ترجمہ: یہ باب ہے اس بارے میں کہ پھلوں اور غلوں میں کچھ واجب نہیں، یہاں تک کہ ان میں سے ہر صنف پانچ وسق کی مقدار کو نہ پہنچ جائے، پس جو چیز پانچ وسق کی مقدار کو پہنچ جائے گی، تو اس میں صدقہ (یعنی عشر) ہوگا (بیہقی)

اور امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح ابنِ خزیمہ میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

بَابُ ذِكْرِ إِسْقَاطِ الصَّدَقَةِ عَمَّا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ (صحيح ابنِ خزيمة، أبواب صدقة الحبوب والثمار)

ترجمہ: یہ باب ہے صدقہ (یعنی عشر) کے ساقط کرنے کے ذکر کا پانچ وسق سے کم مقدار میں (ابنِ خزیمہ)

اور امام ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصنف ابنِ ابی شیبہ میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

هَلْ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسَقٍ صَدَقَةٌ ؟ (مصنف ابنِ ابی شيبة، كتاب الزكاة)

ترجمہ: کیا پانچ وسق سے کم میں صدقہ (یعنی عشر) ہے (ابنِ ابی شیبہ)

اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصنف عبدالرزاق میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ (مصنف عبدالرزاق، كتاب الزكاة)

ترجمہ: یہ باب ہے اس بات کا کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ (یعنی عشر) نہیں (عبدالرزاق)

اور ابنِ زنجویہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاموال میں درجِ ذیل باب قائم کیا ہے کہ:

اَلسُّنَّةُ فِيْ أَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَجِبُ إِلَّا فِيْ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ فَصَاعِدًا (الاموال لابنِ زنجويه، كتاب الصدقة واحكامها وسننها)

ترجمہ: اس بارے میں سنت کا بیان کہ صدقہ صرف پانچ وسق یا اس سے زیادہ میں ہی واجب ہے (الاموال)

مذکورہ اور اس جیسی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین اور جمہور فقہائے کرام، سب نے پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہ ہونے سے یہی سمجھا ہے کہ اس مقدار سے کم میں سرے سے عشر واجب ہی نہیں، اور اسی وجہ سے اس سے کم مقدار میں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ عامل ونمائندہ کو بھی عشر حاصل کرنے کا حق نہیں۔

(۳)......بعض حضرات نے جو پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہ ہونے کی احادیث وروایات میں یہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تاویل وتوجیہ کی ہے کہ ان احادیث وروایات سے مقصود ’’عرایا‘‘ کا بیان ہے، یعنی کسی شخص نے اگر کھجور کا درخت کسی فقیر کو دے دیا، اور بعد میں اس درخت کے پھل کے عوض پانچ وسق کھجوریں علیٰحدہ سے دے دیں، تو اب درخت کے پھل میں سے پانچ وسق کی مقدار تک صدقہ وعشر واجب نہ ہوگا (ملاحظہ ہو: درسِ ترمذی، جلد۲، صفحہ۴۴۱، باب ماجاء فی صدقۃ الزرع والثمر والحبوب، طبع نہم، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ’’عرایا‘‘ کا قضیہ ’’عشر‘‘ کے مسئلہ سے بالکل الگ چیز ہے، جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے، اور بعض احادیث میں پانچ وسق یا اس سے کم مقدار میں ’’عرایا‘‘ کا جواز مذکور ہے۔ [1]

اور ’’عرایا‘‘ کس کو کہا جاتا ہے، اس میں فقہائے کرام کے درمیان غیر معمولی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ [2]

پھر حنفیہ کے علاوہ متعدد فقہائے کرام اس کو بعض شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں۔ [3]

---

[1] عن نافع، عن ابن عمر، عن زيد بن ثابت، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أرخص فى بيع العرايا بخرصها :هذا حديث حسن صحيح، وحديث أبى هريرة حديث حسن صحيح والعمل عليه عند بعض أهل العلم منهم :الشافعي، وأحمد، وإسحاق، وقالوا :إن العرايا مستثناة من جملة نهى النبى صلى الله عليه وسلم إذ نهى عن المحاقلة، والمزابنة، واحتجوا بحديث زيد بن ثابت، وحديث أبى هريرة، وقالوا :له أن يشترى ما دون خمسة أوسق ومعنى هذا عند بعض أهل العلم :أن النبى صلى الله عليه وسلم أراد التوسعة عليهم فى هذا لأنهم شكوا إليه، وقالوا :لا نجد ما نشترى من الثمر إلا بالتمر، فرخص لهم فيما دون خمسة أوسق أن يشتروها فيأكلوها رطبا(سنن الترمذى، رقم الحديث ۱۳۰۲)

عن أبى هريرة رضى الله عنه :أن النبى صلى الله عليه وسلم رخص فى بيع العرايا فى خمسة أوسق، أو دون خمسة أوسق؟ قال :نعم(بخارى، رقم الحديث ۲۱۹۰)

[2] العرايا :جمع عرية، وهى :النخلة يعريها صاحبها رجلا محتاجا، فيجعل له ثمرها عامها، فيعروها، أى يأتيها، فعيلة بمعنى مفعولة، ودخلت الهاء عليها، لأنه ذهب بها مذهب الأسماء ، مثل النطيحة والأكيلة، فإذا جىء بها مع النخلة حذفت الهاء ، وقيل :نخلة عرى، كما يقال :امرأة قتيل، والجمع :العرايا.

قال فى الفتح :هى فى الأصل عطية ثمر النخل دون الرقبة :كانت العرب فى الجدب تتطوع بذلك على من لا ثمر له .وعرفها الشافعية اصطلاحا :بأنها بيع الرطب على النخل بتمر فى الأرض، أو العنب فى الشجر بزبيب، فيما دون خمسة أوسق.وعرفها الحنابلة بأنها :بيع الرطب فى رء وس النخل خرصا، بماله يابسا، بمثله من التمر، كيلا معلوما لا جزافا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۹ ص ۹۱، مادة ”بيع“)

[3] حكمها:بيع العرايا جائز فى الجملة، عند جمهور الفقهاء :مالك، والشافعى، وأحمد، وإسحاق، وابن المنذر ، لكن التحقيق أن مالكا ليس معهم.واستدل الجمهور المجيزون بما يلى:

أ -بحديث سهل بن أبى حثمة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع التمر بالتمر، ورخص فى العرية، أن تباع بخرصها، يأكلها أهلها رطبا.قال ابن قدامة :والرخصة :استباحة المحظور مع وجود السبب الحاظر، فلو منع مع وجود السبب من الاستباحة، لم يبق لنا رخصة بحال.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اورحنفیہ کے نزدیک ''عرایا'' جائز نہیں۔ [1]

اور پانچ وسق سے کم فصل میں عشر واجب نہ ہونے کی احادیث وروایات میں صراحت پائی جاتی ہے، اوران میں عریہ یا عرایا کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا، اورجن احادیث وروایات میں پانچ وسق سے کم میں عشر کے واجب ہونے کی نفی کی گئی ہے، ان میں سے کئی احادیث وروایات میں چاندی اور سائمہ اونٹ کی زکاۃ کے نصاب کو بھی بیان کیا گیا ہے، پس جس طرح چاندی اور سائمہ اونٹ کے نصاب کا مسئلہ ہے، اسی طرح عشر

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ب -وبحديث أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم رخص في بيع العرايا، في خمسة أوسق، أو دون خمسة أوسق.قال المحلي -من الشافعية :-شك داود بن الحصين أحد رواته، فأخذ الشافعي بالأقل، في أظهر قوليه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۹ ص ۹۱، ۹۲، مادة " بيع")

[1] والحنفية -وكذا مالك في التحقيق -لم يستجيزوا، بيع العرايا، وذلك :للنهي عن المزابنة، وهي : بيع التمر على رأس النخل بتمر مجدود مثل كيله خرصا.

وللحديث الصحيح المعروف عن عبادة بن الصامت -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلا بمثل، سواء بسواء ، يدا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم، إذا كان يدا بيد .

وفي بعض رواياته :فمن زاد أو استزاد، فقد أربى، الآخذ والمعطي فيه سواء.

فهذه النصوص، وأمثالها لا تحصى، كلها مشهورة، وتلقتها الأمة بالقبول، فلا يجوز تركها ولا العمل بما يخالفها، وهذا لأن المساواة واجبة بالنص، والتفاضل محرم به، وكذا التفرق قبل قبض البدلين، فلا يجوز أن يباع جزافا، ولا إذا كان أحدهما متأخرا، كما لو كان أكثر من خمسة أوسق.

وهذا لأن احتمال التفاضل ثابت، فصار كما لو تفاضلا بيقين، أو كانا موضوعين في الأرض .

ومعنى العرايا، وتأويلها عند المانعين فيما ذكر من الأحاديث:

أ -أن يكون للرجل النخلة أو النخلتان، في وسط النخل الكثير لرجل، وكان أهل المدينة إذا كان وقت الثمار، خرجوا بأهليهم إلى حوائطهم، فيجيء صاحب النخلة أو النخلتين، فيضر ذلك بصاحب النخل الكثير، فرخص صلى الله عليه وسلم لصاحب الكثير أن يعطيه خرص ما له من ذلك تمرا، لينصرف هو وأهله عنه، روى هذا عن مالك .

ب -وما روى عن أبي حنيفة، أنه قال :معنى ذلك عندنا :أن يعرى الرجل الرجل نخلة من نخله، فلا يسلم ذلك إليه حتى يبدو له،فرخص له أن يحبس ذلك، ويعطيه مكانه بخرصه تمرا مجذوذا بالخرص بدله.

وهو جائز عند الحنفية -كما قالوا -لأن الموهوب له، لم يملك الثمرة لعدم القبض، فصار بائعا ملكه بملكه، وهو جائز لا بطريق المعاوضة، وإنما هو هبة مبتدأة، وسمى ذلك بيعا مجازا، لأنه لم يملكه، فيكون برا مبتدأ .كما يقول المرغيناني.

وقد شرط الحنابلة شروطا جمة لجواز بيع العرايا، ووافقهم الشافعية على بعضها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۹ ص ۹۲، ۹۳، مادة " بيع")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے نصاب کا بھی مسئلہ ہے، اور اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پانچ وسق سے کم میں سرے سے عشر واجب نہیں، اور ان میں سے ایک چیز کو کسی اور چیز پر اور دوسری چیزوں کو نصاب پر محمول کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

بالخصوص جبکہ بعض اسناد میں پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہ ہونے کے بعد الگ الفاظ میں عرایا میں صدقہ نہ ہونے کی بھی صراحت آئی ہے۔ [۱]

اور جب پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہ ہونے کا الگ سے ذکر پایا جاتا ہے، اور عرایا میں صدقہ واجب نہ ہونے کا الگ سے ذکر پایا جاتا ہے، تو پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہ ہونے کو عرایا پر محمول کرنا درست نہ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ جمہور اہلِ علم حضرات نے پانچ وسق سے کم میں عشر واجب نہ ہونے کو عرایا کے بغیر مستقل حکم سمجھا ہے۔ اور بعض دیگر روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

---

[۱] جیسا کہ درج ذیل روایات وعبارات سے معلوم ہوتا ہے۔

عن علی أن النبی صلى الله عليه وسلم قال :ليس فى الخضراوات صدقة ولا فى العرايا صدقة ولا فى أقل من خمسة أوسق صدقة ولا فى العوامل صدقة ولا فى الجبهة صدقة .قال الصقر :الجبهة الخيل والبغال والعبيد .رواه الدارقطنى عن على أن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال " :ليس فى الخضراوات صدقة، ولا فى العرايا صدقة، ولا فى أقل من خمسة أوسق صدقة، ولا فى العوامل صدقة، ولا فى الجبهة صدقة "، قال الصقر :الجبهة الخيل والبغال والعبيد، رواه الدارقطنى (مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، باب ما يجب فيه الزكاة، الفصل الثالث)

(عن على -رضى الله عنه -أن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال :ليس فى الخضروات) بفتح الخاء قال ابن الهمام :كالرياحين والأوراد والبقول والخيار والقثاء والبطيخ والباذنجان وأشباه ذلك (صدقة) لأنها لا تقتات، والزكاة تختص بالقوت كما مر، وحكمته أن القوت ما يقوم به بدن الإنسان لأن الاقتيات من الضروريات التى لا حياة بدونها، فوجب فيه حق لأرباب الضرورات (ولا فى العرايا) جمع عرية فعيلة بمعنى فاعلة، أو مفعولة، وهى النخلة التى يعطيها مالكها لغيره ليأكل ثمرها عاما أو أكثر، وفى القاموس وأعراه النخلة وهب ثمرتها عاما، والعرية النخلة المعراة، والتى أكل ما عليها، وما عزل عن المساومة عند بيع النحل، اهـ (صدقة) لأنها فى الغالب تكون دون النصاب أو لأنها خرجت عن ملك مالكها قبل الوجوب بطريق صحيح (ولا فى أقل من خمسة أوسق صدقة) لما مر أنه قليل فلا تتشوف الفقراء إلى المواساة منه (ولا فى) الإبل أو البقر (العوامل) للمالك أو غيره (صدقة) لأنها بالعمل صارت غير مقتناة للنماء كما مر (ولا فى الجبهة صدقة، قال) أبو سعيد (الصقر :الجبهة الخيل والبغال والعبيد) والذى فى القاموس وغيره أنها الخيل، قال فى الفائق :سميت بذلك لأنها خيار البهائم كما يقال وجه السلعة بخيارها، ووجه القول وجبهتهم لسيدهم، وقال بعضهم :هى خيار الخيل، ثم رأيت صاحب النهاية أشار إلى أن ما قاله الصقر فيه بعد وتكلف (رواه الدارقطنى) (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۲۹۶ ، كتاب الزكاة، باب ما يجب فيه الزكاة)

Idara Ghufran

علاوہ ازیں کئی احادیث وروایات میں غلہ، دانہ اور کھیتی وغیرہ میں صدقہ نہ ہونے کا ذکر ہے، جبکہ عریہ یا عرایا کھجور وغیرہ میں معروف ومشروع ہے، نہ کہ کھیتی وغلہ وغیرہ میں۔ ۱ (جاری ہے......)

---

۱ عن مكحول، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :خففوا على الناس فى الخرص فإن فى المال العرية ، قال غيره :والوطية(المراسيل،أبو داود، رقم الحديث ۱۱۸)

عن مكحول ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :خفف على الناس فى الخرص ، فإن فى المال العرية والوطية(مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۱۰۶۶۵ ،باب ما ذكر فى خرص النخل)

عن مكحول قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا بعث الخارص قال :خففوا فإن فى المال العرية والواطئة(الأموال لابن زنجويه، رقم الحديث ۲۰۰۸ ، كتاب الأموال.لأبى عُبيد القاسم بن سلاّم بن عبد الله، رقم الحديث ۱۴۵۳)

عن الأوزاعى، قال :بلغنا أن عمر بن الخطاب، قال :خففوا على الناس فى الخرص، فإن فى المال العرية والأكلة قال أبو عبيد :وفى بعض الحديث :الوطأة، وبعضهم يقول :الوطئة .فأما الوطئة فليس بشىء ، وأما الواطئة والوطأة، فهما جميعا السابلة، سموا بذلك لوطئهم بلاد الثمار مجتازين(كتاب الأموال.لأبى عُبيد القاسم بن سلاّم بن عبد الله، رقم الحديث ۱۴۵۴)

عن جابر بن عبد الله، رضى الله عنهما، "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص فى العرايا الوسق، والوسقين والثلاثة، والأربعة وقال :فى جاذ كل عشرة أوسق قنو يوضع للمساكين فى المسجد (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۱۵۲۳)

قال أبو داود :حدثنا عبد العزيز بن يحيى الحرانى حدثنا محمد بن مسلمة عن محمد بن إسحاق عن محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان عن جابر بن عبد الله أن النبى صلى الله عليه وسلم أمر من كل جاد عشرة أوسق من التمر بقنو يعلق فى المسجد للمساكين.

قوله جاد عشرة أوسق .قال إبراهيم الحربى يريد قدرا من النخل يجذ منه عشرة أوسق وتقديره تقدير مجذوذ فاعل بمعنى مفعول وأراد بالقنو العذق بما عليه من الرطب والبسر يعلق للمساكين يأكلونه وهذا من صدقة المعروف دون الصدقة التى هى فرض واجب (معالم السنن، ج۲، ص۷۵، ومن باب حقوق المال)

قوله :(بخرصه) بفتح الخاء المعجمة، وأشار ابن التين إلى جواز كسرها وجزم ابن العربى بالكسر، وأنكر الفتح وجوزهما النووى وقال :الفتح أشهر قال :ومعناه بقدر ما فيه إذا صار تمرا، فمن فتح قال :هو اسم الفعل ومن كسر قال :هو اسم للشىء المخروص قال فى الفتح :والخرص هو التخمين والحدس .قوله: (يقول الوسق والوسقين . . .إلخ) استدل بهذا من قال :إنه لا يجوز فى بيع العرايا إلا دون خمسة أوسق، وهم الشافعية والحنابلة وأهل الظاهر قالوا :لأن الأصل التحريم، وبيع العرايا رخصة، فيؤخذ بما يتحقق فيه الجواز ويلقى ما وقع فيه الشك، ولكن مقتضى الاستدلال بهذا الحديث أن لا يجوز مجاوزة الأربعة الأوسق، مع أنهم يجوزونها إلى دون الخمسة بمقدار يسير، والذى يدل على ما ذهبوا إليه حديث أبى هريرة الذى ذكرناه لقوله فيه فيما دون خمسة أوسق أو فى خمسة أوسق فيلقى الشك وهو الخمسة ويعمل بالمتيقن وهو ما دونها وقد حكى هذا القول صاحب البحر عن أبى حنيفة ومالك والقاسم وأبى العباس وقد عرفت ما سلف من تحقيق مذهب أبى حنيفة فى العرايا (نيل الاوطار، ج۵، ص ۲۳۹، وص ۲۴۰، باب الرخصة فى بيع العرايا)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط۵)

(۲۳)......شیخ بن صالح عثیمین صاحب کی رائے

عرب کے مشہور عالم شیخ عبداللہ بن صالح بن محمد عثیمین فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ:يَجُوْزُ أَنْ يُّعْطُوْا مِنَ الزَّكَاةِ إِذَا لَمْ يَكُنْ خُمُسٌ أَوْ وُجِدَ وَمُنِعُوْا مِنْهُ ......فَإِذَا مُنِعُوْا أَوْ لَمْ يُوْجَدْ خُمُسٌ، كَمَا هُوَ الشَّأْنُ فِيْ وَقْتِنَا هٰذَا فَإِنَّهُمْ يُعْطُوْنَ مِنَ الزَّكَاةِ دَفْعًا لِضَرُوْرَتِهِمْ إِذَا كَانُوْا فُقَرَاءً ، وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ عَمَلٌ، وَهٰذَا اِخْتِيَارُ شَيْخِ الْإِسْلَامِ اِبْنِ تَيْمِيَّةَ، وَهُوَ الصَّحِيْحُ(الشرح الممتع علىٰ زاد المستقنع) [1]

ترجمہ:اور بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ بنو ہاشم کو زکاۃ دینا جائز ہے، جب خمس موجود نہ ہو، یا موجود تو ہو،لیکن ان کو وہ خمس حاصل نہ ہو......پس جب ان کو خمس حاصل نہ ہو یا خمس موجود نہ ہو،جیسا کہ ہمارے اس وقت کی حالت ہے،تو پھر بے شک ان کو زکاۃ دی جائے گی،ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ،جبکہ وہ فقیر(وغریب) ہوں،اوران کے پاس کمائی کا کوئی ذریعہ نہ ہو،اور یہی شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کا اختیار کردہ قول ہے،اور یہی صحیح ہے(شرح الممتع)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ دور میں جبکہ تنگ دست ونادار بنو ہاشم کو خمس وغیرہ حاصل نہیں ہوتا، عرب کے مشہور عالم شیخ محمد عثیمین بھی جواز کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۲۴)......علامہ یوسف قرضاوی صاحب کی رائے

علامہ یوسف قرضاوی صاحب اپنی کتاب فقہ الزکاۃ میں فرماتے ہیں کہ:

وَالَّذِيْ أُرَاهُ أَنَّ الْقَوْلَ بِإِعْطَاءِ الزَّكَاةِ لِأَقَارِبِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] ج۶ ص۸۸، کتاب الزکاۃ، باب اھل الزکاۃ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فِيْ زَمَانِنَا أَرْجَحُ وَأَقْوٰى؛ لِحِرْمَانِهِمْ مِنْ خُمُسِ الْغَنَائِمِ وَالْفَيْءِ ، اَلَّذِيْ كَانَ يُعْطٰى مِنْهُ لِذَوِي الْقُرْبٰى فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْوِيْضًا مِّنَ اللّٰهِ لَهُمْ عَمَّا حُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِّنَ الصَّدَقَةِ.وَسَهْمُ ذَوِي الْقُرْبٰى هُوَ الْمَذْكُوْرُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى:وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (الأنفال: ۴۱)وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى:مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ) (الحشر:۷)

وَالْقَوْلُ بِأَنَّ الزَّكَاةَ حُرِمَتْ عَلَيْهِمْ لِشَرْفِهِمْ لَيْسَ بِقَوِيٍّ، وَالْأَوْلٰى أَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ لِدَفْعِهِمْ عَنْهُ وَنُصْرَتِهِمْ لَهٗ، حَتّٰى اِشْتَرَكَ فِيْ ذٰلِكَ مُسْلِمُهُمْ وَكَافِرُهُمْ،وَهٰذَا يَعْضِدُ قَوْلَ الشَّافِعِيِّ فِيْ ضَمِّ بَنِي الْمُطَّلِبِ إِلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ، فَإِنَّهُمْ جَمِيْعًا صَبَرُوْا مَعَهٗ عَلَى الْأَذٰى وَالْجُوْعِ، وَدَخَلُوْا الشِّعْبَ وَوَقَفُوْا فِيْ وَجْهِ قُرَيْشٍ وَمُقَاطَعَتِهِمُ الظَّالِمَةِ،وَإِذَا سَقَطَ الْعِوَضُ،وَهُوَ سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى،لِسَبَبٍ مِّنَ الْأَسْبَابِ، كَخُلُوِّ بَيْتِ الْمَالِ، أَوْ لِاسْتِبْدَادِ الْحُكَّامِ بِمَا فِيْهِ، وَجَبَ أَلَّا يُحْرَمُوْا مِنَ الزَّكَاةِ، وَإِلَّا اِنْقَلَبَتِ الْمَزِيَّةُ الَّتِيْ لَهُمْ ضَرَرًا عَلَيْهِمْ وَإِذَا كَانَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ قَدْ ذَهَبُوْا إِلٰى سُقُوْطِ سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبٰى بَعْدَ مَوْتِ الرَّسُوْلِ، وَصَيْرُوْرَتِهٖ لِقَرَابَةِ الْخَلِيْفَةِ بَعْدَهٗ، أَوْ صَرْفِهٖ فِي السِّلَاحِ وَالْجِهَادِ ،رَوٰى أَبُوْ عُبَيْدٍ وَأَبُوْ يُوْسُفَ فِي الْخِرَاجِ وَابْنُ جَرِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِ آيَةِ الْأَنْفَالِ (وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ)عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ سَهْمِ الرَّسُوْلِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى ، فَقَالَ:اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْ هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقَالَ قَائِلُوْنَ:سَهْمُ الْقَرَابَةِ لِقَرَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ قَائِلُوْنَ:لِقَرَابَةِ الْخَلِيْفَةِ،وَقَالَ قَائِلُوْنَ:سَهْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْخَلِيْفَةِ بَعْدَهٗ،قَالَ:فَأَجْمَعَ رَأْيُهُمْ عَلٰى أَنْ يَّجْعَلُوْا هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ فِي الْخَيْلِ وَالْعِدَّةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ:فَكَانَا عَلٰى ذٰلِكَ خِلَافَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ (انظر الأموال ص ۳۳۲،وانظر أيضًا :بداية المجتهد ۱/ ۳۹۰-۳۹۱،طبع الحلبی)بَلْ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ لَمَّا اسْتُخْلِفَ سَلَكَ بِهٖ سَبِيْلَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ (الأموال -المرجع نفسه)فَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّكُوْنَ قَوْلُهُمْ بِإِبَاحَةِ الْمُعَوَّضِ، وَهُوَ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الزَّكَاةُ،وَمِمَّا يُقَوِّىٰ هٰذَا الرَّأْىَ أَنَّ جُمْلَةَ الْأَحَادِيْثِ الَّتِىْ اِسْتَدَلَّ بِهَا جَمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى تَحْرِيْمِ الزَّكَاةِ عَلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَضَافَ بَعْضُهُمْ إِلَيْهِمْ بَنِى الْمُطَّلِبِ،بَلْ جَعَلُوْا مَوَالِيَهُمْ وَعُتَقَاءَ هُمْ بِمَنْزِلَتِهِمْ فِى الْحُكْمِ، لَيْسَتْ صَرِيْحَةَ الدَّلَالَةِ عَلٰى هٰذَا الْحُكْمِ .وَالْحَقُّ أَنَّ الَّذِىْ يُنْظَرُ فِىْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ نَظْرَةَ مُجَرَّدَةٍ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ وَالتَّقْلِيْدِ وَالتَّأَثُّرِ بِشُهْرَةِ الْحُكْمِ وَجَلَالَةِ الْقَائِلِيْنَ بِهِ، يَتَبَيَّنُ لَهُ غَيْرُ مَا ذَهَبُوْا إِلَيْهِ.

(أ)فَأَمَّا حَدِيْثُ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ: فَإِنَّ فَتَيَيْنِ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ أَرَادَا أَنْ يُّوَلِّيَهُمَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَيُصِيْبَا مِنْهَا كَمَا يُصِيْبُ النَّاسُ مِنَ الْمَنْفَعَةِ، فَأَرَادَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّسُدَّ عَلَيْهِمَا هٰذَا الْبَابَ، وَأَنْ يَّجْعَلَ مِنْ آلِ بَيْتِهٖ وَأَقَارِبِهٖ قُدْوَةً لِّلنَّاسِ فِى الْبَذْلِ وَالتَّضْحِيَّةِ لَا فِى الْغَنَمِ وَالْإِنْتِفَاعِ،وَقَدْ قَالَ لَهُمْ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَقَدْ طَلَبُوْا مِنَ السِّدَانَةِ وَالسِّقَايَةِ، فَأَعْطَاهُمُ السِّقَايَةَ لِمَا فِيْهَا مِنْ غُرْمٍ وَكُلْفَةٍ، وَقَالَ: إِنَّمَا أُوْلِيْكُمْ مَا تَرْزَءُوْنَ لَا مَا تُرْزَؤُوْنَ (سيرة ابن هشام: ۳۲/۴ بتحقيق محمد محيى الدين عبد الحميد)

وَلَفْظُ الْبُخَارِىِّ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِىْ لِآلِ مُحَمَّدٍ،وَهٰذَا إِنَّمَا يَدُلُّ عَلٰى كَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ وَالتَّنْفِيْرِ مِنْ مُقَارَبَةِ هٰذَا الْعَمَلِ الَّذِىْ هُوَ مُظِنَّةٌ لِأَخْذِ مَا لَا يَحِلُّ كَمَا فَعَلَ اِبْنُ اللَّتِبِيَّةِ،وَلِهٰذَا أَبٰى عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَغَيْرُهٗ أَنْ يَّقْبَلُوا الْوِلَايَةَ عَلَى الصَّدَقَاتِ لِمَا فِيْهَا مِنْ خَطَرِ التَّعَرُّضِ لِمَا لَا يَجُوْزُ .وَهٰذِهِ الْوِلَايَةُ مَبْنَاهَا عَلَى التَّشْدِيْدِ؛ لِأَنَّهَا مُتَعَلِّقَةٌ بِمَالٍ عَامٍ هُوَ مَالِكٌ لِلْجَمَاعَةِ، وَحَقٌّ لِلْمُحْتَاجِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ مَنْ يَّحْتَاجُ إِلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ، فَأَىُّ زِيَادَةٍ يَأْخُذُهَا الْعَامِلُ عَمَّا يَسْتَحِقُّ تُعَدُّ مُزَاحَمَةً لِلْفُقَرَاءِ وَالْمُحْتَاجِيْنَ فِىْ خَالِصِ حَقِّهِمْ، وَأَكْلًا لِمَالِ الْجَمَاعَةِ بِالْبَاطِلِ .وَمَعَ وُرُوْدِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ فِى الْمَذَاهِبِ الْمَتْبُوْعَةِ أَجَازُوْا أَنْ يَّكُوْنَ الْعَامِلُ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ كَمَا ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِىْ سَهْمِ "الْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا "وَحَدِيْثُ أُبِىْ رَافِعٍ يُؤَكِّدُ هٰذَا الْمَعْنٰى، وَيُبَيِّنُ أَنَّ إِبْعَادَ آلِ بَيْتِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقَارِبِهٖ عَنْ شُئُوْنِ الصَّدَقَةِ لَيْسَ لِشَرْفِ النَّسَبِ، وَلٰكِنْ لِدَفْعِ التُّهْمَةِ، وَقَطْعِ أَلْسِنَةِ الْمُفْتَرِيْنَ، وَوَضْعِ الْأُسْوَةِ الْحَسَنَةِ، وَتَرْبِيَّةِ الْآلِ وَمَوَالِيْهِمْ أَنْ يُّوْطِنُوْا أَنْفُسَهُمْ عَلٰى تَحَمُّلِ الْمَغَارِمِ، لَا

Idara Ghufran

الطَّمْعِ فِي الْمَغَانِمِ،وَلَوْ كَانَ الْمَنْعُ لِلشَّرْفِ مَا دَخَلَ الْمَوَالِيُّ فِي الْمَنْعِ.

(ب)وَأَمَّا حَدِيْثُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَوْلِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(أَمَا شَعِرْتَ إِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ) وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ (لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ) فَالَّذِيْ يَبْدُوْ لِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهُ بِوَصْفِهِ إِمَامَ الْجَمَاعَةِ وَرَئِيْسِ الدَّوْلَةِ،فَإِنَّ اِجْتِمَاعَ الصَّدَقَاتِ عِنْدَهُ لَا حَلَّهَا لَهُ وَلَا لِأَهْلِ بَيْتِهِ،لِأَنَّهَا مِلْكُ الْمُسْلِمِيْنَ جَمِيْعًا،وَمِنْ هُنَا رُوِىَ أَنْ عُمَرَ شَرِبَ مِنْ لَبَنِ الصَّدَقَةِ خَطأً فَتَقَيَّأَهُ (رواه مالک فی الموطأ فی كتاب الزكاة)وَلِهٰذَا قَالَ فِي "الْبَحْرِ"وَلَا تَحِلُّ لِلْإِمَامِ، كَالرَّسُوْلِ، وَلِتَقَيُّؤِ عُمَرَ لَبَنَ الصَّدَقَةِ (البحر الزخار:۲/۱۸۴)

(ج)وَإِذَا غَضَضْنَا الطَّرْفَ عَنْ هٰذِهِ الْأَسْبَابِ وَالْمُلَابِسَاتِ الَّتِيْ وَرَدَتْ فِيْهَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ وَنَظَرْنَا إِلٰى مُجَرَّدِ أَلْفَاظِهَا، فَمَاذَا تَدُلُّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ "آلُ مُحَمَّدٍ"؟ هَلْ تَدُلُّ حَتْمًا عَلٰى ذُرِّيَّةِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَحْدِهِمْ أَوْ مَعَ بَنِي الْمَطَّلَبِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟لَيْسَ هُنَاكَ دَلِيْلٌ حَاسِمٌ عَلٰى ذٰلِكَ؛ فَآلُ مُحَمَّدٍ هُنَا كَآلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَآلِ عِمْرَانَ فِي الْآيَةِ الْكَرِيْمَةِ (إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ) (آل عمران:۳۳) فَآلُ عِمْرَانَ هُنَا:مَرْيَمُ وَابْنُهَا عِيْسٰى، وَآلُ إِبْرَاهِيْمَ:إِسْمَاعِيْلُ وَإِسْحَاقُ وَيَعْقُوْبُ وَالْأَسْبَاطُ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ ذُرِّيَّتَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَدْ قَالَ تَعَالٰى فِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ (وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِيْنٌ) (الصافات:۱۱۳)وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيْمَ مُخْرِبَةُ الْعَالَمِ مِنَ الْيَهُوْدِ.وَمِثْلُ هٰذَا قَوْلُهُ تَعَالٰى (فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ) (القصص:۸)(وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ) (البقرة:۵۰)(وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْءُ الْعَذَابِ) (غافر:۴۵)فَهَلْ يُفْهَمُ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ أَوْ مَعَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَلْصَقِ النَّاسِ بِهِ وَأَخَصِّهِمْ؟ وَهُنَا "آلُ مُحَمَّدٍ"يَنْبَغِيْ أَنْ يُّقْصَرَ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ مِنْ أَزْوَاجِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَسْبَاطِهِ وَأَقْرَبِ النَّاسِ إِلَيْهِ، وَهٰذَا حُكْمٌ خَاصٌّ بِهِمْ حَالَ حَيَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا جَاءَ ذٰلِكَ عَنِ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ:وَأَخَذَ بِهِ صَاحِبُهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ .وَكَمَا ذَكَرَ صَاحِبُ "الْبَحْرِ الزَّخَّارِ"أَنَّهُ أَحَدُ أَقْوَالِ مَالِكٍ:وَوَجْهُهُ أَنَّهَا حُرِّمَتْ لِدَفْعِ التُّهْمَةِ وَقَدْ زَالَتْ بِوَفَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (البحر:۲/۱۸۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَبِهٰذَا يَسْقُطُ مَا اِسْتَدَلَّ بِهِ الشَّوْكَانِيُّ مِنْ مِثْلِ قَوْلِهٖ (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ)(الفرقان:۵۷)وَلَوْ أَحَلَّهَا لَهُمْ لَأَوْشَكَ أَنْ يُّطْعَنُوْا فِيْهِ: فَإِنَّ هٰذَا إِنَّمَا يَكُوْنُ فِيْ حَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا بَعْدَ وَفَاتِهٖ، فَهُمْ كَغَيْرِهِمْ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، تُؤْخَذُ الزَّكَاةُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ، وَتَرُدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ.

وَإِنَّمَا قُلْنَا هٰذَا لِأَمْرَيْنِ :اَلْأَوَّلُ:أَنَّ الشَّرْعَ الْإِسْلَامِيَّ فِيْ جُمْلَةِ أَحْكَامِهٖ لَمْ يُمَيِّزْ أَقَارِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غَيْرِهِمْ مِنَ النَّاسِ، بَلْ أَعْلَنَ أَنَّ النَّاسَ سَوَاسِيَّةٌ كَأَسْنَانِ الْمَشْطِ؛ هُمْ كَذٰلِكَ فِي الْحُقُوْقِ وَالْوَاجِبَاتِ، وَالْمَغَارِمِ وَالْعُقُوْبَاتِ،وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (وَأَيْمُ اللّٰهِ لَوْ سَرِقَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا) (متفق عليه) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(مَنْ بَطَأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ) (متفق عليه) اَلثَّانِيُّ:وَهُوَ الْأَهَمُّ أَنَّ الزَّكَاةَ فِي الْإِسْلَامِ فَرِيْضَةٌ لَازِمَةٌ، وَحَقٌّ مَّعْلُوْمٌ، وَضَرِيْبَةٌ مُقَرَّرَةٌ، يَتَوَلَّى الْإِمَامُ أَخْذَهَا وَصَرْفَهَا لِمَنْ يَّسْتَحِقُّهَا، فَلَا مَنَّةَ فِيْهَا لِأَحَدٍ عَلٰى أَحَدٍ،وَمَا دَامَ الْآخِذُ يَأْخُذُهَا بِحَقِّهَا، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ .وَالْعَجِيْبُ أَنَّ بَعْضَ الْفُقَهَاءِ بَلْ أَكْثَرَهُمْ حَرَّمَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ عَلَى الْهَاشِمِيِّيْنَ وَأَبَاحَ لَهُمْ صَدَقَاتُ التَّطَوُّعِ مَعَ أَنَّ الْمَنَّةَ فِيْهَا أَظْهَرُ.وَلَوْ صَحَّ تَحْرِيْمُ الصَّدَقَةِ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،لَكَانَتْ صَدَقَةُ النَّفْلِ،وَهٰذَا مَا نَقَلَهُ الْحَافِظُ عَنْ بَعْضِ الْفُقَهَاءِ وَاسْتَدَلُّوْا لَهٗ بِأَنَّ الْوَاجِبَ لَا يَلْحَقُ آخِذَهٗ ذَلَّةٌ، بِخِلَافِ التَّطَوُّعِ.

وَقَدْ تَبَيَّنَ لَنَا مِمَّا سَبَقَ أَنْ لَّا إِجْمَاعَ فِي الْمَسْأَلَةِ، حَتّٰى لَا يُتَّهَمَ مَنْ أَجَازَ لَهُمُ الزَّكَاةَ بِخَرْقِ هٰذَا السُّوْرِ الْمَنِيْعِ .وَقَدْ رَأَيْنَا أَنَّ الْجَوَازَ مَنْقُوْلٌ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَاِخْتِيَارُ صَاحِبِهٖ مُحَمَّدٍ، وَهُوَ وَجْهٌ لِبَعْضِ الشَّافِعِيَّةِ وَقَوْلٌ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ.

عَلٰى أَنَّ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الْمَنْقُوْلَةِ مَا يُسَاعِدُ الْقَائِلِيْنَ بِالْجَوَازِ الْمُطْلَقِ،مِنْ ذٰلِكَ مَا ذَكَرَهٗ فِيْ "الْبَحْرِ"أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقَ عَلٰى أَرَامِلَ بَنِي الْمُطَّلِبِ، وَرَدَّهٗ صَاحِبُ الْبَحْرِ بِأَنَّهٗ صَدَقَةُ نَفْلٍ (البحر:۲/۱۸۴)

كَمَا أَنَّ أَبَا دَاوُدَ رَوٰى فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:بَعَثَنِيْ أَبِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ إِبِلٍ أَعْطَاهَا إِيَّاهُ مِنَ الصَّدَقَةِ،وَفِيْ رِوَايَةٍ "أَتٰى بِبَدِلِهَا"رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ فِيْ بَابِ الصَّدَقَةِ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ، وَسَكَتَ عَنْهُ هُوَ وَالْمُنْذِرِيُّ،

Idara Ghufran

وَأَخْرَجَهُ النِّسَائِيُّ (انظر مختصر السنن: ۲/۲۴۶)وَقَدْ أَجَابَ النَّوَوِيُّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْ وَجْهَيْنِ :أَحَدُهُمَا:أَنْ يَّكُوْنَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الصَّدَقَةِ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ ثُمَّ صَارَ مَنْسُوْخًا بِمَا ذَكَرْنَاهُ .اَلثَّانِيْ:أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ اِقْتَرَضَ مِنَ الْعَبَّاسِ لِلْفُقَرَاءِ إِبِلًا، ثُمَّ أَوْفَاهُ إِيَّاهَا مِنَ الصَّدَقَةِ، وَقَدْ جَاءَ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى مَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا،وَبِهٰذَا الثَّانِيِ أَجَابَ الْخِطَابِيُّ،وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ (المجموع: ۶/۲۲۷)

وَلَا شَكَّ أَنَّ الْأَوْلٰى اَلْأَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ دُوْنَ اِرْتِكَابِ التَّأْوِيْلَاتِ أَوِ الْقَوْلِ بِالنَّسْخِ.وَيَلُوْحُ لِيْ أَنَّ الْإِمَامَ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُ هٰذَا الْحُكْمُ حَدِيْثٌ صَحِيْحُ السَّنَدِ، صَرِيْحُ الدَّلَالَةِ،وَلِهٰذَا عَنْوَنَ لَهُ بِقَوْلِهِ "بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " فَعِبَارَةُ: "مَا يُذْكَرُ" تَدُلُّ عَلَى التَّضْعِيْفِ وَالشَّكِّ .وَهٰذَا مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ،فَإِذَا نَظَرْنَا إِلٰى حِكْمَةِ التَّشْرِيْعِ وَجَدْنَاهَا ظَاهِرَةً فِيْ تَحْرِيْمِهَا عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ فِيْ حَيَاتِهِ،فَإِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يُّنَزِّهَ نَفْسَهُ وَآلَهُ عَنْ أَخْذِ الصَّدَقَاتِ، لِيَضْرِبَ لِلْمُسْلِمِيْنَ مَثَلاً عَالِيًا فِي التَّعَوُّدِ عَلَى التَّعَفُّفِ، لَا عَلَى الْأَخْذِ، وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ تَطْبِيْقًا لِلْمَبْدَأِ الرَّفِيْعِ الَّذِيْ أَعْلَنَهُ (اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى) (رواه البخاري في باب الاستغناء عن المسألة من كتاب الزكاة من حديث حكيم بن حزام) فَإِنَّ إِعْطَاءَ الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَبَادَلَةِ عَيْنٍ أَوْ نَفْعٍ فِيْهِ نَوْعٌ مِّنَ الْمَنَّةِ وَالْفَضْلِ لِلْمُعْطِيْ عَلَى الْآخِذِ، وَقَدْ لَا تَظْهَرُ هٰذِهِ الْمَنَّةُ بِالنَّظْرِ لِعَامَّةِ النَّاسِ الَّذِيْنَ يَتَوَلَّى الْإِمَامُ الْقَبْضَ عَنْهُمْ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ ، ثُمَّ الصَّرْفَ لَهُمْ،أَمَّا الْإِمَامُ نَفْسَهُ الَّذِيْ يُبَاشِرُ الْقَبْضَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلصَّدَقَاتِ، فَأَوْلٰى بِهٖ أَلَّا يُحَمِّلَ عُنُقَهُ هٰذِهِ الْمَنَّةَ؛ وَأَهْلُ بَيْتِهٖ بِمَنْزِلَتِهٖ فِيْ ذٰلِكَ .وَفِيْ هٰذَا الْحُكْمِ سِرٌّ آخَرُ نَبَّهَ عَلَيْهِ عَلَّامَةُ الْهِنْدِ اَلدَّهْلَوِيُّ، وَهُوَ:أَنَّهُ إِنْ أَخَذَهَا لِنَفْسِهٖ وَجَوَّزَ أَخْذَهَا لِخَاصَّتِهٖ، وَالَّذِيْنَ يَكُوْنُ نَفْعُهُمْ بِمَنْزِلَةِ نَفْعِهٖ، كَانَ مُظِنَّةً أَنْ يَّظُنَّ الظَّانُّوْنَ وَيَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ فِيْ حَقِّهٖ مَا لَيْسَ بِحَقٍّ، فَأَرَادَ أَنْ يَّسُدَّ هٰذَا الْبَابَ بِالْكُلِّيَّةِ، وَيَجْهَرَ بِأَنَّ مَنَافِعَهَا رَاجِعَةً إِلَيْهِمْ، وَإِنَّمَا تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتَرُدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ، رَحْمَةً بِهِمْ، وَتَقْرِيْبًا لَهُمْ مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنْقَاذًا لَهُمْ مِنَ الشَّرِّ (حجة الله البالغة: ۲/۵۱۲) أَمَّا تَحْرِيْمُ الزَّكَاةِ عَلَى الْآلِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلَا يَظْهَرُ فِيْهِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ السِّرِّ وَالْحِكْمَةِ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَالْعَجَبُ مِمَّنْ حَرَّمُوا الزَّكَاةَ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَالْمُطَّلِبِ وَلَمْ يُجَوِّزُوْا لَهُمْ أَخْذَهَا، وَلَوْ مُنِعُوْا خُمُسَ الْخُمُسِ؛ فِي بَيْتِ الْمَالِ؛ لِعَدَمِ هٰذَا الْخُمُسِ، كَمَا فِيْ هٰذَا الزَّمَنِ، أَوْ لِاسْتِبْدَادِ الْوُلَاةِ بِهٖ، كَمَا فِيْ أَزْمِنَةٍ مَضَتْ ، كَيْفَ يَصْنَعُ الْفُقَرَاءُ وَالْمُحْتَاجُوْنَ مِنْ هٰؤُلَاءِ ، إِذَا لَمْ يُعْطَوْا مِنَ الزَّكَاةِ حَتّٰى لِهٰذِهِ الضَّرُوْرَةِ؟ وَهَلْ مِنْ إِكْرَامِ آلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتْرَكُوْا حَتّٰى يَهْلُكُوْا جُوْعًا، وَلَا يُعْطَوْا مِنْ مَالِ الزَّكَاةِ الَّذِيْ هُوَ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ؟

وَلِهٰذَا أَفْتٰى جَمَاعَةٌ مِّنْ عُلَمَاءِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ وَغَيْرِهَا بِجَوَازِ أَخْذِهِمْ مِنَ الزَّكَاةِ إِنْ مُنِعُوا الْخُمُسَ؛ لِأَنَّهٗ مَحَلُّ حَاجَةٍ وَّضَرُوْرَةٍ (انظر :شرح غاية المنتهى:۲/۱۵۷) بَلْ قَالَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ:إِنَّ إِعْطَاءَ هُمْ فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ أَفْضَلُ مِنْ إِعْطَاءِ غَيْرِهِمْ (حاشية الصاوى على الشرح الصغير: ۱/۶۶۰،طبع دار المعارف)وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ(فقه الزكاة للقرضاوى) [1]

ترجمہ: اور میں جو سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب (وبنوہاشم) کو ہمارے زمانہ میں زکاۃ دینا زیادہ راجح اور زیادہ قوی ہے، ان کے ان غنیموں اور فیئ کے مال سے محروم ہونے کی وجہ سے، جوان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرابت دار ہونے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے اس صدقہ کے عوض ومعاوضہ میں دیا جاتا تھا، جوصدقہ ان پر حرام کردیا گیا تھااور قرابت دار ہونے کے حصہ کا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ذکر ہے کہ:

وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورة الانفال، رقم الآية ۴۱)

یعنی''اور جان لوکہ بس جو کچھ تمہیں غنیمت کے طور پر ملے، جو بھی چیز ہو، تو بے شک اللہ کے لئے ہے اس کا پانچواں حصہ، اور رسول کے لئے اور قرابت والوں کے لئے اور یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافر کے لیے''

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بھی ذکر ہے کہ:

مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى

---

[1] ج ۳ ص ۷۳۲ الیٰ ۷۳۹، المبحث الخامس آل محمد -صلى الله عليه وسلم، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الثانية:۱۳۹۳ هجرى ،1973عيسوى.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ (سورة الحشر، رقم الآية ۷)

یعنی ’’جو مال اللہ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے مفت دلایا سو وہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے ہے، اور قرابت والوں کے لئے ہے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ (مال) تمہارے دولت مندوں میں نہ پھرتا رہے‘‘ اور یہ کہنا کہ زکاۃ ان حضراتِ گرامی کی شرافت وکرامت کی وجہ سے حرام کی گئی تھی، قوی نہیں ہے، اور زیادہ راجح یہ ہے کہ یہ اس وجہ سے تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع اور آپ کی نصرت کیا کرتے تھے، جس میں ان کے مسلم اور کافر رشتہ دار سب شریک تھے، اور اس سے امام شافعی کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ انہوں نے بنو مطلب کو بنو ہاشم کے ساتھ ملایا ہے، کیونکہ ان سب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکلیف اور بھوک میں صبر کیا ہے، اور گھاٹی میں داخل ہوئے، اور قریش اور ان کے ظالمانہ مقاطعہ (وبائیکاٹ) کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے، اور جب عوض (یعنی مالِ غنیمت کا خمس) ساقط ہوگیا، جو کہ قرابت داروں کا حصہ تھا، خواہ اس کا سبب کوئی بھی ہوا ہو، مثلاً بیتُ المال کا خالی ہونا یا حکام کا بیتُ المال میں موجود اشیاء میں ظلم کرنا، تو یہ ضروری ہوگیا کہ ان کو زکاۃ سے محروم نہ رکھا جائے ورنہ بنو ہاشم کی فضیلت ان کے لئے ضرر کا باعث ہوجائے گی، اور جب کہ بہت سے علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ قرابت داروں کا حصہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد ساقط ہوگیا ہے، اور وہ آپ کے بعد حکمران کی قرابت کے لئے ہوگیا ہے، یا اس کا مصرف اسلحہ اور جہاد ہوگیا ہے، ابوعبید اور ابو یوسف نے خراج میں روایت کیا ہے، اور ابن جریر نے سورہ انفال کی آیت ’’وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ‘‘ کی تفسیر میں حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرابت داروں کے حصے کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان دونوں حصوں کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہوگیا، پس کہنے والوں نے یہ کہا کہ قرابت کا حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لئے ہے، اور بعض کہنے والوں نے یہ کہا کہ حکمران کے قرابت داروں کے لئے ہے، اور بعض کہنے والوں نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کے بعد خلیفہ کے لئے ہے، تو ان کی رائے اس

Idara Ghufran

بات پر جمع ہوگئی کہ ان دونوں حصوں کو، اللہ کے راستے میں تیاری اور گھوڑوں کے لئے رکھا جائے، پس ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت میں اسی پر عمل رہا (دیکھئے الاموال، صفحہ۳۳۲، اور بدایۃ المجتہد، جلد۱، ص۳۹۰ و ۳۹۱، طبع حلبی) بلکہ حضرت علی بن ابی طالب جب خلیفہ ہوئے، تو وہ بھی ابوبکر و عمر کے راستے پر چلے (اسی حوالہ میں یہ بات بھی مذکور ہے)

پس فقہائے کرام کا (بنو ہاشم کے لئے) معوض یعنی زکاۃ مباح ہونے کا قول مناسب ہے، اور اس رائے کے قوی ہونے کی تائیدات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام احادیث، جن سے جمہور علماء بنو ہاشم کے لئے تا قیامت زکاۃ حرام ہونے پر استدلال کرتے ہیں، اور بعض حضرات بنو ہاشم کے ساتھ بنو مطلب کو بھی شامل کرتے ہیں، بلکہ ان کے آزاد کردہ غلاموں کو بھی حکم میں ان ہی کا درجہ دیتے ہیں، وہ اس حکم پر صریح دلالت نہیں کرتیں۔

اور حق بات یہ ہے کہ ان احادیث میں عصبیت اور تقلید سے اور مشہور حکم کے تاثر سے اور اس قول کے اختیار کرنے والوں کی جلالتِ شان سے قطع نظر کر کے، جب غور کیا جاتا ہے، تو ان حضرات کے قول کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے (جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے)

(الف) جہاں تک مطلب بن ربیعہ کی حدیث ہے، تو جب بنو ہاشم کے دو جوانوں نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدقات وصول کرنے کا ذمہ دار بنا دیں، تو وہ اس کام سے وہی فائدہ حاصل کریں، جو اور لوگ حاصل کرتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اس دروازہ کو بند کرنا چاہا، اور یہ چاہا کہ اپنے اہلِ بیت اور اقارب کو لوگوں کے لئے خرچ کرنے اور قربانی دینے میں رہبر بنائیں، نہ کہ مال حاصل کرنے اور فائدہ اٹھانے میں، اور فتح مکہ کے دن بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو، جب انہوں نے بیتُ اللہ کی خدمت اور حجاج کو پانی پلانے کا مطالبہ کیا، تو ان کو پانی پلانے کی خدمت ذمہ لگائی، کیونکہ اس میں خرچ کرنا اور تکلیف اٹھانا پایا جاتا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ بس میں تمہیں اس چیز کی ذمہ داری لگا رہا ہوں، جس میں تم بوجھ برداشت کرو گے، نہ کہ تم بوجھ بنو گے (سیرت ابن ہشام، ج۴، ص۳۲، محمد محی الدین عبدالحمید کی تحقیق شدہ)

اور بخاری کے الفاظ یہ ہیں کہ صدقہ آلِ محمد کے لئے مناسب نہیں، اور یہ الفاظ کراہتِ تنزیہی اور اس عمل کے قریب جانے کی نفرت پر دلالت کرتے ہیں، جس میں غیر حلال مال کے لینے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی بدگمانی پائی جاتی ہے، جیسا کہ ابنِ لتبیہ نے کیا، اوراسی وجہ سے حضرت عبادہ بن صامت وغیرہ نے صدقات کی ذمہ داری کوقبول کرنے سے انکار کردیا تھا، کیونکہ اس میں ایسی چیز کے پیش آنے کا خطرہ تھا، جوکہ جائز نہیں۔

اور یہ ذمہ داری بڑی سخت ہے، کیونکہ اس کا تعلق عام لوگوں کے مال سے ہے، جس کی مالک ایک جماعت ہوتی ہے، اور مسلمانوں کے محتاج لوگوں کا حق ہوتا ہے، یا ان لوگوں کا حق ہوتا ہے کہ جن کے مسلمان محتاج ہوتے ہیں، پس جو عامل بھی اپنے استحقاق سے زیادہ لے گا، تو وہ فقراء اور محتاج لوگوں کے خالص حق کا مقابلہ کرنے والا، اور باطل طریقہ پر جماعت کا مال کھانے والا شمار ہوگا، اوراس حدیث کے ورود کے باوجود بہت سے، اتباع کئے جانے والے مذاہب کے علماء نے عامل کے بنو ہاشم میں سے ہونے کو جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ ہم نے ’’عاملین علیہا‘‘ کے حصہ میں ذکر کیا ہے، اورابو رافع کی حدیث اس معنیٰ کی تائید کرتی ہے، اور یہ بات واضح کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت اورآپ کے اقارب کا صدقہ کے معاملات سے دور رہنا، نسب کی شرافت کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ تہمت سے بچنے اور بہتان باندھنے والوں کی زبانوں کو بند کرنے، اور اچھا نمونہ قائم کرنے اور اولاد اور غلاموں کی تربیت کے لئے ہے، تاکہ وہ اپنے آپ کو مشقتیں اٹھانے کا عادی بنائیں، اورلوگوں کے مال میں حرص نہ کریں، اوراگر ممانعت شرف کی وجہ سے ہوتی، تو اس ممانعت میں آزاد کردہ غلام شامل نہ ہوتے۔

(ب)اور جہاں تک حسن بن علی کی حدیث اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا تعلق ہے کہ ’’کیا آپ کواس بات کی خبر نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے‘‘، اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ’’ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں‘‘، پس مجھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بات اس لئے فرمائی کہ وہ (یعنی حضرت حسن) لوگوں کے امام اور علاقہ کے رئیس ہونے کا مقام رکھتے تھے، پس صدقات کا ان کے پاس جمع ہونا، ان کے لئے اوران کے اہلِ بیت کے لئے حلال نہیں تھا، کیونکہ وہ تمام مسلمانوں کی ملکیت تھا، اوراسی وجہ سے یہ بات مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلطی سے صدقہ کا دودھ پی لیا، تو آپ نے اس کی قے کردی،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جس کو امام مالک نے موطا کی کتاب الزکاۃ میں روایت کیا ہے۔

اور اسی وجہ سے بحر میں فرمایا کہ امام کے لئے حلال نہیں، جیسا کہ رسول کے لئے حلال نہیں، اور اس وجہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی قے کردی (البحر الزخار، ج۲،ص۱۸۴)

(ج) اور جب ہم ان اسباب اور تعلقات سے نظر پھیرتے ہیں، جن میں یہ احادیث وارد ہوئی ہیں، اور ہم ان کے صرف الفاظ پر غور کرتے ہیں، کہ ''آلِ محمد'' کے کلمے کی دلالت کس پر ہوتی ہے؟ کیا اس کی دلالت حتمی ویقینی طور پر بنی ہاشم کی تنہا ذریت پر یا بنی مطلب کے ساتھ قیامت تک ہوتی ہے؟

تو یہاں پر اس کی واضح دلیل نہیں کہ جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہو، پس آلِ محمد یہاں آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کی طرح ہے، جس کا اس آیتِ کریمہ میں ذکر ہے کہ:

''إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ'' (آل عمران، آیت نمبر ۳۳)

تو آلِ عمران یہاں پر حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ ہیں، اور آلِ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور (یعقوب کی) اولاد ہیں، اور ان کی قیامت تک آنے والی ذریت مراد نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اسحاق کے بارے میں یہ فرمایا کہ:

''وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ '' (الصافات، آیت نمبر ۱۱۳)

اور ابراہیم کی ذریت میں دنیا میں تخریب کاری کرنے والے یہود بھی ہیں۔

اور اسی کے مثل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ:

''فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ''(القصص، آیت نمبر ۸)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ:

''وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ''(البقرة:آیت نمبر ۵۰)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ:

''وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْءُ الْعَذَابِ''(غافر، آیت نمبر ۴۵)

تو کیا آلِ فرعون سے تنہا وہ سمجھا جاتا ہے یا اس کے گھر والوں کے ساتھ اور جو اس کے خاص

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

متعلقین ہیں، وہ سمجھے جاتے ہیں، اور یہاں آلِ محمد کو مناسب یہ ہے کہ آپ کے اہلِ بیت بشمول ازواج واولاد اور خاندان اور آپ کے اقرباء کے ساتھ خاص رکھا جائے، اور یہ حکم ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خاص سمجھا جائے، جیسا کہ یہ بات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، اور اسی کو ان کے شاگرد ''محمد بن حسن'' نے اختیار کیا ہے۔

اور جیسا کہ صاحبِ بحرِ زخار نے ذکر کیا ہے کہ یہ امام مالک کے اقوال میں سے ایک ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صدقہ کو تہمت سے بچانے کے لئے حرام کیا گیا تھا، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے زائل ہوگئی (البحر ج ۲ ص ۱۸۴)

اور اس سے امام شوکانی کا وہ استدلال بھی ساقط ہو جاتا ہے، جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس طرح کے قول سے کیا ہے کہ:

''قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ'' (الفرقان، آیت نمبر ۵۷)

اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس کو حلال کر دیتے، تو قریب تھا کہ لوگ اس میں زبان درازی کرتے، پس یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ (یعنی بنو ہاشم) دوسرے مسلمانوں کی طرح ہیں، جن کے مالداروں سے زکاۃ لی جائے گی، اور ان کے غریبوں پر لوٹائی جائے گی۔

اور یہ بات ہم نے دو وجہوں سے کہی ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ شریعتِ اسلامی نے تمام احکام میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو دوسرے لوگوں سے ممتاز نہیں کیا، بلکہ یہ بات واضح کر دی کہ لوگ برابر ہیں، کنگھی کے دندانوں کی طرح، وہ حقوق اور واجبات اور ذمہ داریوں اور سزاؤں میں برابر ہیں، اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ''اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی، تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا'' (متفق علیہ)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کا عمل سست ہوا، اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا'' (متفق علیہ)

دوسرے اس وجہ سے جو کہ اہم ہے کہ زکاۃ اسلام کا لازمی فریضہ ہے، اور متعین حق ہے، اور مال کی طے شدہ مقدار ہے، جس کو لینے کا استحقاق حکمران کو ہے، اور اسے مستحقین کی طرف

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خرچ کرنے کا حق بھی ہے، تو اس میں کسی کا کسی پر کوئی احسان نہیں، اور جب تک لینے والا اس کو اپنے حق کے ساتھ لیتا ہے، تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض بلکہ اکثر فقہا نے فرض زکاۃ کو ہاشمیوں پر حرام قرار دے دیا ہے، اور ان کے لئے نفلی صدقات کو مباح قرار دے دیا ہے، باوجودیکہ احسان نفلی صدقات میں زیادہ ظاہر اور واضح ہے۔

اور اگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تا قیامت صدقہ کا حرام ہونا صحیح ہوتا، تو نفلی صدقہ بھی حرام ہوتا، اور یہی بات حافظ نے بعض فقہاء سے نقل کی ہے، اور انہوں نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ واجب چیز کے لینے پر کوئی ذلت لاحق نہیں ہوتی، برخلاف نفلی چیز کے لینے پر (اور حنفیہ میں سے علامہ ابنِ ہمام کا رجحان بھی اسی موقف کی طرف ہے)

اور سابقہ تقریر سے ہمارے سامنے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اس مسئلہ میں امت کا اجماع نہیں ہے، اس لئے بنو ہاشم کے لئے زکاۃ جائز قرار دینے والوں کو اجماع کا مخالف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ جواز کا حکم امام ابوحنیفہ سے منقول ہے، جس کو ان کے شاگرد امام محمد نے اختیار کیا ہے، اور بعض شافعیہ کا اور بعض مالکیہ کا بھی یہ قول ہے، مزید برآں بعض منقول روایات سے جواز کے قائلین کی تقویت ہوتی ہے، جس میں سے ایک وہ بھی ہے، جس کو بحر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مطلب کی بیواؤں پر صدقہ کیا، اور صاحبِ بحر نے اس کو رد کر دیا ہے، یہ کہہ کر کہ یہ نفلی صدقہ تھا (البحر ج۲، ص۱۸۴)

جیسا کہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابنِ عباس سے روایت کیا ہے کہ مجھے میرے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا، ان اونٹوں کے سلسلے میں جو ان کو آپ نے صدقے کے عطا فرمائے تھے، اور ایک روایت میں ہے کہ جو صدقہ کے بدلے میں عطا فرمائے تھے، اس کو ابوداؤد نے بنو ہاشم پر صدقہ کے باب میں روایت کیا ہے، اور اس (روایت کی سند) پر انہوں نے اور منذری نے سکوت اختیار کیا ہے، اور اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو: مختصر السنن، ج۲، ص۲۴۶)

اور امام نووی نے اس حدیث کا دو طریقوں سے جواب دیا ہے، ایک یہ کہ یہ واقعہ بنو ہاشم پر

Idara Ghufran

صدقہ حرام ہونے سے پہلے کا ہے، پھر یہ حکم ہماری ذکر کردہ احادیث کی وجہ سے منسوخ ہوگیا، دوسرا یہ کہ انہوں نے حضرت عباس سے فقراء کے لئے اونٹ قرض لئے تھے، پھر وہ قرض صدقہ کے اونٹوں سے ادا کیا، اور دوسری روایت میں اس بات کی تائید آئی ہے، اور یہی دوسرا جواب خطابی نے دیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (المجموع، ج۶،ص۲۲۷) اور اس بات میں شک نہیں کہ بہتر ظاہرِ حدیث کو لینا ہے، بغیر تاویلات یا منسوخ ہونے کے قول کا ارتکاب کرتے ہوئے، اور مجھے یہ بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ حکم صحیح سند والی حدیث سے ثابت نہیں ہوسکا، جس میں صریح دلالت پائی جاتی ہو، اسی وجہ سے انہوں نے اپنے اس قول کے ساتھ عنوان قائم کیا ہے کہ ''بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ'' تو ''ما یذکر'' کی عبارت تضعیف اور شک پر دلالت کرتی ہے۔

اور یہ بات تو نقل کی جہت سے تھی، پھر جب ہم شریعت کی حکمت پر غور کرتے ہیں، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر، آپ کی حیات میں ہی حرام ہونے کا راجح ہونا پاتے ہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی آل کو صدقات کے لینے سے بچا کر رکھیں، تاکہ آپ مسلمانوں کو پاکدامنی کے عادی ہونے کے لئے ایک اعلیٰ مثال قائم فرمائیں، نہ کہ زکاۃ لینے کی مثال قائم فرمائیں، اور یہ اس عالی شان مبداء کی تطبیق تھی، جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں اعلان فرمایا تھا کہ ''اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے'' (جس کو بخاری نے ''بَابُ الْاِسْتِغْنَاءِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ'' میں کتابُ الزکاۃ کی بحث میں حکیم بن حزام کی حدیث سے ذکر کیا ہے) پس بغیر کسی چیز یا بغیر کسی نفع کے بدلہ کے مال لینے میں دینے والے کی طرف سے لینے والے پر ایک طرح کا احسان کرنا پایا جاتا ہے، اور یہ احسان اس صورت میں ظاہر نہیں ہوتا، جبکہ کوئی حکمران مالداروں سے اپنے زیرِ اثر ضرورت مند عوام کے لئے زکاۃ وغیرہ کا مال لے اور پھر غریبوں پر خرچ کرنے کا نگران بنائے۔

لیکن حکمران کا مومنین سے خود صدقات (وزکاۃ) لینے کے عمل میں بہتر یہ ہے کہ حکمران ایسے احسان والے کام کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لے اور اس کے اہلِ بیت (واہلِ خانہ) اس معاملے میں اسی کے قائم مقام ہیں، اور اس حکم میں ایک اور راز ہے، جس پر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہندی نے متنبہ کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر حکمران خود اپنے لئے لے گا، اور اپنے خواص کے لئے اس کے لینے کو جائز قرار دے گا، اور ایسے افراد کو لینے کی اجازت دے گا کہ جن کا نفع اس کے اپنے نفع کے درجہ میں ہے، تو اس کا اندیشہ ہے کہ گمان کرنے والے یہ گمان کریں، اور کہنے والے اس کے حق میں وہ باتیں کہیں کہ جو حق نہیں ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دروازہ کو بالکلیہ بند کرنا چاہا، اور یہ اعلان فرمادیا کہ اس کا نفع ان کی طرف ہی لوٹتا ہے، اور یہ تو عوام کے مالداروں سے لے کر ان کے غریبوں کو لوٹایا جاتا ہے، لوگوں کی شفقت اور ان کو خیر پہنچانے اور ان سے شر کو دور کرنے کے لئے (حجۃ اللہ البالغۃ، ج۲ص۵۲۱)

جہاں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر تا قیامت زکاۃ کے حرام ہونے کا تعلق ہے، تو اس میں وہ راز اور حکمت ظاہر نہیں ہوتی، جو ہم نے ذکر کی، اور ان حضرات پر تعجب ہے کہ جن حضرات نے زکاۃ کو بنی ہاشم اور بنی مطلب پر تو حرام قرار دے دیا، اور ان کو زکاۃ کا لینا جائز قرار نہیں دیا، اگرچہ ان کو بیت المال سے خمس حاصل نہ ہو، خمس موجود نہ ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ اس زمانہ کی حالت ہے، یا حکمرانوں کی زیادتی کی وجہ سے ایسا ہو، جیسا کہ گزشتہ زمانہ میں ہوتا رہا ہے، تو بنو ہاشم کے فقیر ومحتاج لوگ کیا کریں گے، جب انہیں اس ضرورت کو پوری کرنے کے لئے بھی زکاۃ نہیں دی جائے گی؟ اور کیا اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی اکرام ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے، یہاں تک کہ وہ بھوکے مرجائیں، اور انہیں زکاۃ کا متعین ومشہور حق نہ دیا جائے؟ اور اسی وجہ سے چاروں فقہائے کرام اور ان کے علاوہ دیگر مذاہب کے علماء کی ایک جماعت نے بنو ہاشم کے لئے زکاۃ کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے، جبکہ انہیں خمس حاصل نہ ہو، کیونکہ یہ ضرورت وحاجت کا موقع ہے (ملاحظہ ہو: شرح غایۃ المنتہیٰ، ج۲ص۱۵۷)

بلکہ بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ان کو اس حالت میں زکاۃ دینا دوسروں کو زکاۃ دینے سے افضل ہے (حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر، ج۱ص۶۶۰، طبع دار المعارف) اور یہی صحیح ہے، واللہ اعلم (فقہ الزکاۃ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ دور کے مشہور عربی عالم علامہ یوسف قرضاوی بھی آج کے زمانہ میں بنو ہاشم کو زکاۃ دینے کے جواز کے قائل ہیں، اور ان کے استدلال کے کچھ پہلوؤں سے بعض اہلِ علم حضرات کو اختلاف ممکن ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے جو دلائل جواز کے پیش کئے ہیں، اور اس

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پر وارد ہونے والے شبہات کے جوابات ذکر کئے ہیں، ان سے کم از کم اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال کے بعد تاقیامت بنو ہاشم یا بنو مطلب، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلاموں کی نسل کے تمام افراد کے لئے زکاۃ وصدقہ کی حرمت قطعیُ الثبوت و قطعیُ الدلالت درجہ کی نہیں ہے، بلکہ اس میں دوسرے احتمالات بھی پائے جاتے ہیں، اس لئے ایک درجہ میں یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، جس میں موجودہ دور کے اہلِ علم حضرات کو غور وفکر کر کے دوسری رائے قائم کرنا کوئی فعلِ منکر نہیں، اور موجودہ دور میں بنو ہاشم کو زکاۃ کے جواز کے قول کو نصوصِ قاطعہ ومتواترہ کے خلاف قرار دینا راجح نہیں ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ (حضرت آدم علیہ السلام: قسط ۷) مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت آدم اور مسئلہ عصمتِ انبیاء

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا کو دنیا میں بھیجتے وقت یہ بھی بتلا دیا کہ تم کو جو دنیا میں بھیجا جا رہا ہے، اس کا بھی ایک خاص وقت مقرر ہے، اور اس کے بعد تمہیں دوبارہ اپنے وطنِ اصلی کی طرف لوٹنا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

”وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ“

”اور تم کو زمین پر کچھ عرصہ ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک (مخصوص) وقت تک“

یعنی آدم وحوا علیہما السلام کو یہ بھی ارشاد ہوا کہ تم کو زمین پر کچھ عرصہ ٹھہرنا ہے اور ایک متعین میعاد تک کام چلانا ہے، یعنی زمین پر جا کر بھی دوام نہ ملے گا، کچھ مدت کے بعد اس گھر کو بھی چھوڑنا پڑے گا اور وہ متعین میعاد ہر شخص کے لحاظ سے تو موت ہے اور پوری دنیا کے لحاظ سے قیامت ہے (معارف القرآن عثمانی جلد۱صفحہ۱۹۳ ومعارف القرآن ادریسی ج۱ص۱۳۲بتغیر) ۱

انبیائے کرام گناہوں سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں

چاروں فقہائے امت سمیت جمہورِ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم ومحفوظ اور پاک ہوتے ہیں (معارف القرآن عثمانی ج۱ص۱۹۵) ۲

---

۱ السادسة -قوله تعالى :(إلى حين) اختلف المتأولون فى الحين على أقوال، فقالت فرقة إلى الموت وهذا قول من يقول :المستقر هو المقام فى الدنيا .وقيل :إلى قيام الساعة، وهذا قول من يقول :المستقر هو القبور وقال الربيع ":إلى حين "إلى أجل والحين :الوقت البعيد (تفسير القرطبى، سورة البقرة، رقم الآية ٢٦)

۲ عصمت کا معنیٰ یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن نفس اور شیطان کی مداخلت سے پاک ہو، اور معصیت یعنی گناہ کا اصل مادہ یہی دو چیزیں ہیں، یعنی ایک نفس اور دوسرے شیطان، جو ہستی عقائد سے لے کر افعال وعادات تک میں نفس اور شیطان کی دخل اندازی سے پوری طرح محفوظ اور پاک ہو اس ہستی کو ”معصوم“ کہا جاتا ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں (معارف القرآن ادریسی ج۱ص۱۳۵بتغیر)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

انبیائے کرام کے گناہوں سے معصوم و پاک ہونے کی تفصیل

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ انبیائے کرام علیہم السلام مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق چار چیزوں میں معصوم ہوتے ہیں:

(۱)......عقائد: اہلِ اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام پیدائش سے ہی توحید اور ایمان پر قائم ہوتے ہیں اور کفر وشرک کی گندگیوں سے پوری طرح پاک ہوتے ہیں، سہو اور نسیان وغیرہ کی وجہ سے بھی ان سے کفر اور اعتقادی گمراہی سرزد نہیں ہوسکتی۔

(۲)......احکام کی تبلیغ: پوری امت کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ میں بھی انبیائے کرام علیہم السلام معصوم اور پاک ہوتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ میں وہ جھوٹ اور ردوبدل سے بالکل پاک وصاف ہوتے ہیں، اس میں ان سے نہ قصداً وعمداً کوئی غلطی ہوسکتی ہے اور نہ سہواً ونسیاناً۔

(۳)......فتویٰ واجتہاد: علمائے اسلام کا مسلک یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام وحی کے انتظار کے بعد کبھی کبھی ان احکام میں جن کا کوئی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا ہوتا، وہ اجتہاد فرماتے ہیں، اور اگر ان غیر منصوص چیزوں میں کسی وقت اجتہادی خطاء ان سے سرزد ہوجاتی ہے تو وہ اس اجتہادی خطاء پر بھی قائم نہیں رہتے، بلکہ وحی کے ذریعہ سے فوراً اُن کو آگاہ اور متنبہ کردیا جاتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ معصیت یا گناہ کا مطلب یہ ہے کہ قصداً وعمداً اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جائے، اور جو مخالفت خطا ونسیان سے یا عظمت یا محبت کے غلبہ کے تقاضا سے سرزد ہو اس کو معصیت وگناہ نہیں کہتے بلکہ اس کو لغزش اور ''زَلَّۃٌ'' کہتے ہیں (معارف القرآن ادریسی ج ۱ ص ۱۳۷ بتغیر)

اور سہو ونسیان وغیرہ کی وجہ سے بھی انبیاء سے غلطی ایسے کاموں میں نہیں ہوسکتی جن کا تعلق تبلیغ وتعلیم اور شرعی احکام سے ہو بلکہ ان سے ذاتی افعال واعمال میں ایسا سہو ونسیان ہوسکتا ہے (معارف القرآن عثمانی ج ۱ ص ۱۹۶ بتغیر)

حضرت آدم علیہ السلام سے یہ لغزش، نسیان کی وجہ سے ہوئی تھی شیطان نے جب اللہ کی قسم کھائی تو دھوکے میں آگئے اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا۔ یہ صورت کے اعتبار سے تو معصیت اور گناہ تھی لیکن حقیقت کے اعتبار سے گناہ نہیں تھی (عقائد الاسلام ادریسی حصہ اول ص ۴۶ بتغیر)

وقال الراغب :عصمة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام حفظهم بما خصوا به من صفاء الجوهر، ثم بما أولاهم من الأخلاق والفضائل، ثم بالنصرة وتثبيت أقدامهم، ثم بإنزال السكينة عليهم وبحفظ قلوبهم وبالتوفيق، وقيل :المراد بالعصمة الحفظ من صدور الذنب، والمعنى بلغ والله تعالى يمنحک الحفظ من صدور الذنب من بين الناس، أى يعصمک بسبب ذلک دونهم، ولا يخفى أن هذا توجيه لم يصدر إلا ممن لم يعصمه الله تعالى من الخطأ(تفسير روح المعانى، ج۳ص ۳۶۵، سورة البقرة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۴)......ذاتی افعال وعادات: اہلِ سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنے ذاتی افعال وعادات میں گناہوں سے تو بالکل پاک وصاف ہوتے ہیں، البتہ خلافِ اولیٰ چیزیں ان سے کبھی کبھی قصداً وارادتاً نہیں بلکہ سہو،نسیان اور بھولے سے سرزد ہوجاتی ہیں، ایسی چیزیں ظاہر میں اگرچہ گناہ محسوس ہوتی ہیں (اور بعض اوقات ایسی چیزوں کو لفظی طور پر معصیت یا صغیرہ گناہ سے تعبیر کردیا جاتا ہے) مگر حقیقت میں ان سے کسی شرعی حکم کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کو نماز میں سہو پیش آیا اور ایک مرتبہ سفر میں نیند کے غلبہ کی وجہ سے نماز قضا ہوگئی ان کا مقصد یہ تھا کہ امت کو سجدۂ سہو اور قضا نماز کا حکم معلوم ہوجائے (معارف القرآن ادریسی جلد۱صفحہ۱۳۹تا۱۴۱ بتلخص وتغیر وعقائد الاسلام ادریسی حصہ دوم ص۶۵) [1]

انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے انتہائی مقرب بندے ہوتے ہیں، اور ان کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مقام ہوتا ہے، اس لئے ان کو چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور بھول چوک پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوجایا کرتی ہے (معارف القرآن عثمانی ج۶ص۱۵۵ بتغیر)

(جاری ہے............)

---

[1] قال الإمام فخر الدين الرازی :اختلف الناس فی عصمة الأنبياء وضبط القول فيها يرجع إلى أقسام أربعة،أحدها :ما يقع فی باب الاعتقاد وهو اعتقاد الكفر والضلال فإن ذلک غير جائز عليهم .الثانی :ما يتعلق بالتبليغ فقد أجمعت الأمة على كونهم معصومين عن الكذب مواظبين على التبليغ والتحريض .وإلا لارتفع الوثوق بالأداء واتفقوا على أن ذلک لا يجوز وقوعه منهم عمدا ولا سهوا ومن الناس من جوز ذلک سهوا قالوا لأن الاحتراز عنه غير ممكن .الثالث :ما يتعلق بالفتيا فأجمعوا على أنه لا يجوز خطؤهم فيها على سبيل العمد وأجازه لبعضهم على سبيل السهو .الرابع :ما يقع فی أفعالهم فقد اختلفت الأمة فيه على خمسة أقوال .أحدها :قول من جوز عليهم الكبائر .الثانی :قول من منع من الكبائر وجوز الصغائر على جهة العمد وهو قول أكثر المعتزلة .الثالث:لا يجوز أن يأتوا بصغيرة ولا كبيرة البتة بل على جهة التأويل وهو قول الجبائی .الرابع :أنه لا يقع منهم الذنب إلا على جهة السهو والخطأ .الخامس :أنه لا يقع منهم لا كبيرة ولا صغيرة لا على سبيل العمد ولا على سبيل السهو ولا على سبيل التأويل، وهو قول الشيعة(تفسير الخازن، ج۳ص۲۱۵، ۲۱۶، سورة طٰه)

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولیُ اللّٰہی و مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا، تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔ مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام، مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر، اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آرا وتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت مفتی محمد رضوان

ہلدی Turmeric کے اوصاف وخواص

ہلدی کو عربی زبان میں ’’الکرکم‘‘ فارسی زبان میں ’’زردچوبہ‘‘اور انگریزی زبان میں ’’Turmeric‘‘ کہا جاتا ہے۔

ہلدی ایک مشہور عام چیز ہے، جو کہ ہر گھر میں عموماً موجود رہتی ہے، کیونکہ یہ دال، ترکاریوں کے مسالے کا ایک جزو بھی ہے، اس کے شامل کرنے سے سالن کی رنگت خوش نما ہوجاتی ہے، اور غذائیں بادی پیدا نہیں کرتیں۔

ہلدی دراصل ایک پودے کی جڑ ہے، اس پودے کا پھول زرد رنگ کا ہوتا ہے، پودے کی جڑ کے پاس سے بہت سی شاخیں نکلتی ہیں، ہر شاخ پر کیلے کے پتوں کی طرح پتے لگتے ہیں، جو کیلے کے پتوں سے چھوٹے ہوتے ہیں، جب جڑ کھود کر ہلدی حاصل کی جاتی ہے، تو اس وقت تازہ حالت میں یہ بدمزہ اور بدبودار ہوتی ہے، لیکن چند دن رکھنے کے بعد یہ خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوجاتی ہے۔

تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ ہلدی کی جو گانٹھ پانی پر تیر جائے، وہ زہریلی ہوتی ہے، واللہ اعلم۔

ہلدی کے عام فائدے کے علاوہ ہلدی اور بھی بہت سے فائدے رکھتی ہے، چنانچہ ہلدی مزاج کے اعتبار سے ریاح کو دور اور ہاضمہ درست کرتی اور درد کو رفع کرتی ہے، شوگر کا مؤثر علاج ہے، پسینہ آور ہے، رطوبات کو خارج کرتی ہے، جگر، یرقان اور تلی کے امراض اور ٹی بی کے مرض کے لئے مؤثر ترین دوا ہے، معدہ کے درد، سانس کی تنگی، سردی کے امراض، خفقان، وسواس، کھانسی، بادی بواسیر، لقوہ، فالج، مرگی اور رعشہ کو دور کرنے میں اکسیر اور لاجواب ہے، دل ودماغ اور جگر کی قوتوں کی حفاظت کرتی ہے، پٹھوں اور باہ (مردانگی طاقت) کو قوت دیتی ہے، روحِ حیوانی اور حرارت، غریزی اور شہوت کو تقویت دے کر تیز کرتی ہے، اس کے اندر شنگرف بہترین کشتہ ہوتا ہے، جو اپنی خوراکی افادیت کے لحاظ سے بہت زوداثر اور دائمی اثرات کا حامل ہے۔ ہلدی کھانسی کے لیے نہایت مفید ہے، اس کو آگ میں بھون کر باریک پیس لیا جائے اور ایک ماشہ نیم گرم پانی کے ساتھ کھایا جائے، اس کے نتیجہ میں بلغمی کھانسی چند روز کے استعمال سے اچھی ہوجاتی ہے۔ منہ سے خون آنے اور پرانے بخار کی شکایت میں ہلدی فائدہ مند ہے، اس کو پیس کر ایک گرام کی مقدار میں لے کر مکھن یا دودھ کے ہمراہ کھایا جاتا ہے، اور روزانہ اس مقدار میں ایک ایک گرام اضافہ کیا جاتا ہے، یہاں

Idara Ghufran

تک کہ اس کی مقدار 12 گرام تک پہنچ جائے، تو ان شکایات میں آرام آجاتا ہے۔

بعض اوقات سر چکرانے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا آنے کی شکایت لاحق ہوجاتی ہے، اس کے لئے ہلدی پیس کر اور اس میں پانی ملاکر سر اور پیشانی پر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

ہلدی تمام اندرونی سوزشوں اور چوٹ کے درد اور سوجن کو دور کرتی ہے، بطورِ خاص دانت، کان کے درد اور گلے کی بیماریوں کے لئے فوری نفع بخش ہے، چوٹ اندرونی ہو یا بیرونی ہلدی کو پیس کر ایک ماشہ دودھ کے ساتھ کھلائیں اور ہلدی اور چونا برابر وزن پیس کر چوٹ کی جگہ پر لگائیں، بڑی مفید دوا ہے درد اور سوجن کو دور کردیتی ہے۔

ہلدی سوزاک (Gonorrhea) کے لیے بھی مفید ہے، ہلدی اور آملہ خشک برابر وزن لے کر پیس چھان کر سفوف بنائیں اور برابر وزن کھانڈ ملاکر سات ماشے سفوف سات دن تک پانی یا دودھ کے ساتھ کھائیں۔

ہلدی پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے، اس مرض کے لیے ہلدی کو پانی میں جوش دے کر پلایا جاتا ہے، یا اس کا سفوف بناکر ذرا گرم پانی کے ساتھ کھلایا جاتا ہے۔ جب زکام میں رطوبت کئی روز تک بہتی رہے، تو ہلدی کا دھواں ناک اور حلق میں پہنچانے سے پانی کا بہنا بند ہوجاتا اور زکام جاتا رہتا ہے۔

ہلدی عام زخموں کے لیے مفید ہے، اس کو باریک پیس کر چھڑکنے سے اس کی سڑاندھ دور ہوجاتی اور زخم جلد بھر جاتے ہیں، جونکیں لگانے یا حجامہ، سینگی Cupping Therapy کرانے کے بعد بھی زخم اور کٹ والی جگہ پر ہلدی باریک پیس کر لگانے سے خون کا بہنا رک جاتا ہے، اور زخم نہیں پکتے۔

ہلدی بینائی کی کم زوری کو دور کرتی ہے، جالا پھولا کو کاٹتی ہے، ہلدی کی گرہ لے کر ایک لیموں کے اندر داخل کر کے رکھ چھوڑیں، یہاں تک کہ لیموں خشک ہوجائے، اسی طرح کم از کم تین لیموؤں میں رکھیں، اس کے بعد یہ گرہ پانی کے چند قطروں میں گِھس کر سلائی سے آنکھ میں لگایا کریں۔

ہلدی آنکھ دکھنے کے لیے بھی مفید ہے، ہلدی کو پیس کر پانی میں جوش دے کر چھان لیں اور یہ پانی دو دو چار چار قطرے آنکھ میں ٹپکائیں، درد اور سرخی بہت جلد دور ہوجاتی ہے۔

پسی ہوئی ہلدی اور گندم کا آٹا برابر وزن ملاکر گائے کا کچا دودھ ڈال کر چہرہ پر مَلنے سے چہرے کے داغ دھبے اور چھائیاں دور ہوجاتی ہیں، اس سے بہترین اور مضر اثرات سے پاک اُبٹن یا فیس پاؤڈر شاید ہی کوئی اور ہو۔

پسی ہوئی 6 ماشہ ہلدی روزانہ کھلانے اور رگڑ کر لگانے سے خنازیر یعنی "کنٹھ مالا" چند روز میں دور ہوجاتی ہے، ہلدی جلا کر اس کی دھونی اختناق الرحم یعنی ہسٹریا اور رحم کی سوزش کو نافع ہے۔

ہلدی سے دوگنا زیادہ پانی میں جوشاندہ تیار کر کے اس کے ہم وزن تِلوں کا تیل ملاکر آگ پر رکھیں، پانی

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جل جانے پر تیل سنبھال کر رکھیں، یہ تیل کان کے اندرونی زخم کے لئے اکسیر ہے، روزانہ تین مرتبہ کان میں ڈالنے سے اندرونی زخم ٹھیک ہوکر پیپ آنا بند ہو جاتی ہے۔

ہلدی کی گِرہ، تازہ اور پختہ حنظل (یعنی تمہ) میں رکھیں، اور خشک ہونے دیں، جب حنظل (یعنی تمہ) خشک ہوجائے، تو ہلدی کی گرہ کو پیس کر غبار کی طرح باریک کرلیں، اس سفوف کو آنکھوں میں اگنے والے پڑبال اکھاڑ کر اوپر مَل دینے سے پڑبال یقینی طور پر ختم ہوجاتے ہیں۔

ہلدی، بجھا ہوا چونا اور سرخ مرچ برابر وزن لے کر پیس لیں، اور مونگ کے دانہ کے برابر گولیاں بنالیں، جو ہیضہ کے لئے اکسیر ہیں، جب ہیضہ سے مریض کی حالت نازک ہو رہی ہو، تو یہ گولیاں مسیحائی کا کام کرتی ہیں، ہر پندرہ منٹ بعد ایک گولی پودینہ کے عرق یا دارچینی، لونگ اور پودینہ کے قہوہ یا چائے کے قہوہ یا پانی کے ساتھ دینے سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ جدید تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہلدی کا عرق بائی پاس سرجری کے فوراً بعد مریضوں کو دِل کے دَورے پر قابو پانے میں مدد دے سکتا ہے۔

ہلدی کا مصلح ''ترنج'' اور ''لیموں کا عرق'' شمار ہوتا ہے (ماخوذ بتغیر و اضافہ از ''دیہاتی معالج'' ''Your Kitchen'')

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

☐......۲۵/شوال،۲/۹/۱۶/۲۳/ ذیقعدہ کو جمعہ کے وعظ ومسائل کی نشستیں حسبِ معمول منعقد ہوئیں۔

☐......۲۷،شوال/۴/۱۱/ ۱۸/ ۲۵/ ذیقعدہ، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی نشستیں منعقد ہوئیں۔

☐......۲۳/شوال/ بدھ، بندہ امجد جناب مولوی قاری گل بہادر صاحب زید مجدہ (سابق مدرس ادارہ غفران، بہنوئی بندہ راقم) کے والد مرحوم جناب مصوریر خان صاحب کے جنازہ میں، بمقام ٹیکسلا شہر) حاضر وشریک ہوا، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، اور پسماندگان کو صبر واجر عطا فرمائے۔

☐......یکم ذیقعدہ، بروز جمعرات، جناب حکیم محمد فیضان صاحب (ناظم: ادارہ غفران) حج کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ حجِ مبرور ومقبول کی توفیق عطا فرمائے، اور خیر وعافیت کے ساتھ یہ سفر مکمل فرمائے۔

☐......۱۱/ ذیقعدہ بروز جمعرات حضرت مدیر صاحب کی معیت میں افرادِ ادارہ دوپہر تا شام تفریحی دورے پر رہے، حسن ابدال کے آس پاس درج ذیل مقامات پر جانا ہوا، "مغل گارڈن واہ" تاریخی وقدیمی جامع مسجد واہ نزد مغل گارڈن، باغ ومقبرہ "حکیم ہمام" (مغلِ اعظم اکبر کے مقرب خاص تھے) حسن ابدال شہر بالمقابل "گوردوارہ پنجہ صاحب" گئے، اس دورہ میں ظہرانے کی ضیافت کا انتظام مولانا عبدالسلام صاحب کی طرف سے کیا گیا۔

☐......۱۸/ ذیقعدہ بروز جمعرات حضرت مدیر صاحب کی معیت میں افرادِ ادارہ کا ایوب پارک وجناح پارک بطور تفریح جانا ہوا، عصر کو واپسی ہوئی۔

☐......۲۳/ ذیقعدہ، بروز جمعہ، مولانا عبدالسلام (ناظم ماہنامہ التبلیغ) جناب عدنان خان صاحب اور جناب اسحاق صاحب کے ہمراہ ادارہ غفران کے تحت منعقد ہونے والی اجتماعی قربانی کے لئے جانوروں کی خریداری کی غرض سے جھنگ کے علاقہ کی منڈی اور دیہی علاقوں میں تشریف لے گئے۔

☐......۲۴/ ذیقعدہ، بروز ہفتہ، مولانا طلحہ مدثر (مدرس ومعاون دارالافتاء، ادارہ غفران) کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ نیک صالح بنائے اور عمر دراز فرمائے۔

☐......گزشتہ چند ہفتوں سے حضرت مدیر صاحب کی جمعہ نماز اور اس سے قبل خطبہ کے فرائض ادارہ غفران کی مسجد میں سرانجام دے رہے ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/اگست/2014ء، بمطابق 24/شوال/1435ھ: پاکستان: اسلام آباد ریڈ زون میں آزادی اور انقلاب مارچ پہنچنے کی وجہ سے، ڈپلومیٹک انکلیو میں واقع تمام سفارتخانوں کے ویزا اور دیگر سیکشن بند ✍ 22/اگست: پاکستان: لاہور، نویں جماعت کے نتائج کا اعلان، کامیابی کا تناسب 38.10فیصد رہا ✍ 23/اگست: پاکستان: خیبر پختونخوا: طوفان بادِ باراں سے 15 ہلاکتیں ہوگئیں، 60 زخمی ✍ 24/اگست: پاکستان: سیالکوٹ سیکٹر، بھارتی فوج کی شدید گولہ باری، 3 شہری شہید، 9 زخمی، چناب رینجرز کی بھرپور جوابی کاروائی ✍ 25/اگست: پاکستان: باجوڑ میں تباہی کا منصوبہ ناکام، 200 کلو بارود برآمد ✍ 26/اگست: پاکستان: سپریم کورٹ کا شاہراہِ دستور مظاہرین سے خالی کروانے کا حکم ✍ 27/اگست: پاکستان: چین پنجاب کے ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کو تربیت دے گا، معاہدہ پر دستخط ✍ 28/اگست: پاکستان: پاک بھارت فلیگ میٹنگ، سرحدی کشیدگی کم کرنے پر تبادلہ خیال ✍ 29/اگست: پاکستان: اسلامیہ یونیورسٹی پشاور کے مغوی وائس چانسلر پروفیسر اجمل خان کو بازیاب کرالیا گیا ✍ 30/اگست: پاکستان: سول نافرمانی تحریک، بجلی، گیس، فون کے بل جمع نہ کرانے پر کنکشن کاٹنے کی ہدایت ✍ 31/اگست: پاکستان: عمران اور قادری کے دھرنے وزیراعظم ہاؤس کے سامنے منتقل کرنے کا اعلان، ریڈ زون میں شیلنگ، متعدد افراد زخمی ✍ یکم/ستمبر: پاکستان: حکومت نے پٹرول 1.41، ڈیزل 1.91 روپے سستا کردیا ✍ 2/ستمبر: پاکستان: عمران، طاہر القادری اور دیگر کے خلاف بغاوت، دہشتگردی، قتل کے مقدمات درج ✍ 3/ستمبر: پاکستان: شہباز شریف اور پنجاب حکومت کی کارکردگی دیگر صوبوں سے بہتر، پلڈاٹ سروے ✍ 4/ستمبر: پاکستان:۔ پارلیمنٹ ہاؤس کا جنگلہ توڑنے پر عمران، قادری کے خلاف دہشتگردی کا مقدمہ ✍ 5/ستمبر: پاکستان: پنجاب میں مسلسل بارش نے تباہی مچادی، 59 جاں بحق، بھارت نے 5لاکھ کیوسک کا ریلا چھوڑ دیا ✍ 6/ستمبر: پاکستان: سیالکوٹ پاک فوج کا جوان لوگوں کو بچاتے ہوئے ڈوب گیا ✍ 7/ستمبر: پاکستان: دفترِ خارجہ نے چینی صدر کا دورہ ملتوی ہونے کا باضابطہ اعلان کردیا ✍ 8/ستمبر: پاکستان: سیلاب مزید سینکڑوں دیہات بستیاں بہالے گیا، 60 جاں بحق، ایمرجنسی نافذ، وزیرِاعظم پنجاب کے مسلسل سیلابی علاقوں کے دورے ✍ 9/ستمبر: پاکستان: کراچی پاک بحریہ نے نیول ڈاکیارڈ پر حملہ ناکام بنادیا، 2 دہشتگرد ہلاک، 1 افسر شہید ✍ 10/ستمبر: پاکستان: لاہور: داروغہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

والا، مسجد کی چھت نمازیوں پر آ گری، 24 شہید، متاثرہ خاندان کے لیے 5، 5لاکھ روپے امداد کا اعلان ✍ 11/ستمبر: پاکستان: کراچی مفتی نعیم کے داماد مولانا مسعود بیگ، اور حیدر عباس رضوی کے کوآرڈینیٹر سمیت 10افراد قتل ✍ 12/ستمبر: پاکستان: کراچی ڈاک یارڈ حملے میں ملوث 3 نیوی اہلکار افغانستان فرار ہوتے ہوئے کوئٹہ سے گرفتار ✍ 13/ستمبر: پاکستان: بجلی کے زائد بل بھیجنے پر وزیر اعظم کی برہمی، تحقیقاتی کمیٹی قائم ✍ 14/ستمبر: پاکستان: پنجابی طالبان نے پاکستان میں عسکری کاروائیاں ختم کرنے کا اعلان کردیا ✍ 15/ستمبر: پاکستان: ملتان سیلاب میں باراتی کشتی الٹ گئی، 17 جاں بحق ✍ 16/ستمبر: پاکستان: جاوید ہاشمی کے حلقہ میں ضمنی الیکشن 16 اکتوبر کو ہوگا ✍ 17/ستمبر: پاکستان: شمالی وزیرستان: افغانستان سے حملہ ناکام، 11 دہشتگرد ہلاک، 3 اہلکار شہید، خیبر ایجنسی ✍ 18/ستمبر: پاکستان: الیکشن کمیشن نے عمران کی درخواست پر سپیکر ایاز صادق کا حلقہ کھولنے کی منظوری دے دی ✍ 19/ستمبر: پاکستان: کراچی فائرنگ سے جامعہ کراچی کے پروفیسر سمیت 4 ہلاک۔ ✍ 20/ستمبر: برطانیہ ٹوٹنے سے بچ گیا، سکاٹ لینڈ نے ریفرنڈم میں برطانیہ کے ساتھ رہنے کا اعلان کردیا۔

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُم بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون نمبر:0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔فون نمبر:0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی، فون:0333-5187568

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترتیب وپیشکش مولانا طارق محمود

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر ۱۱ (۱۴۳۵ھ) کی اجمالی فہرست

اداریہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تقریبوں اور دعوتوں میں تاخیر کیوں؟	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۳
تشدُّد پرستی وسانحہ تعلیمُ القرآن	// //	شمارہ ۲ ص ۳
گیس لوڈشیڈنگ، گھروں یا گاڑیوں کی	// //	شمارہ ۳ ص ۳
راولپنڈی اسلام آباد میں میٹرو بس سروس	// //	شمارہ ۴ ص ۳
کرکٹ کا کھیل	// //	شمارہ ۵ ص ۳
رات کی تقریبات میں تاخیر پر قانونی مؤاخذہ	// //	شمارہ ۶ ص ۳
ناجائز تجاوزات کے مناظر اور عوامی مشکلات	// //	شمارہ ۷ ص ۳
پانی کی قدر کیجئے	// //	شمارہ ۸ ص ۳
عیدُ الفطر، بھائی چارگی کا سبق	// //	شمارہ ۹ ص ۳
اسلام آباد میں آزادی وانقلاب مارچ	// //	شمارہ ۱۰ ص ۳
انقلاب وآزادی مارچ کے نتائج	// //	شمارہ ۱۱ ص ۳

درسِ قرآن

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حرمِ مکہ میں قتال کا حکم (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۰)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۶
ایمان کے بعد یا مومنوں سے قتال کی ممانعت (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۱)	// //	شمارہ ۲ ص ۵
شہرِ حرام میں قتال کا حکم (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۲)	// //	شمارہ ۳ ص ۵
اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا اور ہلاکت سے بچنا (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۳)	// //	شمارہ ۴ ص ۵

Idara Ghufran

احرام باندھ کر رکاوٹ پیدا ہوجانے کا حکم (سورہ بقرہ: قسط۱۱۴)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۵ص۶
احرام کی خلاف ورزی پر کفارہ کا حکم (سورہ بقرہ: قسط۱۱۵)	؍؍ ؍؍	شمارہ۶ص۶
حج کی قربانی اور اس کی قدرت نہ ہونے پر حکم (سورہ بقرہ: قسط۱۱۶)	؍؍ ؍؍	شمارہ۷ص۷
حج کے متعین ومشہور مہینے (سورہ بقرہ: قسط۱۱۷)	؍؍ ؍؍	شمارہ۸ص۵
احرام میں رَفث، فسوق اور جدال کی ممانعت (سورہ بقرہ: قسط۱۱۸)	؍؍ ؍؍	شمارہ۹ص۵
حج میں توشہ لینے کا حکم (سورہ بقرہ: قسط۱۱۹)	؍؍ ؍؍	شمارہ۱۰ص۴
حج میں تجارت اور پیشہ اختیار کرنے کی اجازت (سورہ بقرہ: قسط۱۲۰)	؍؍ ؍؍	شمارہ۱۱ص۵

﴿درسِ حدیث﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حرام، حلال اور مشتبہ چیزوں کا حکم	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۹
استعمال شدہ پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا حکم	؍؍ ؍؍	شمارہ۲ص۱۳
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۱)	؍؍ ؍؍	شمارہ۳ص۱۰
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۲)	؍؍ ؍؍	شمارہ۴ص۱۸
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۳)	؍؍ ؍؍	شمارہ۵ص۱۲
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۴)	؍؍ ؍؍	شمارہ۶ص۱۱
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۵)	؍؍ ؍؍	شمارہ۷ص۱۴
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۶)	؍؍ ؍؍	شمارہ۸ص۱۰
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۷)	؍؍ ؍؍	شمارہ۹ص۱۲
انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (آٹھویں وآخری قسط	؍؍ ؍؍	شمارہ۱۰ص۹
نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (قسط۱)	؍؍ ؍؍	شمارہ۱۱ص۱۱

﴿مقالات ومضامین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۱۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۱۸

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ٹھٹھہ کے کوہ ودمن میں (قسط۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۲۲
جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۱۶)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۲ص۲۶
ٹھٹھہ کے کوہ ودمن میں (قسط۲)	// //	شمارہ۲ص۳۱
جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۱۷)	// //	شمارہ۳ص۱۹
ٹھٹھہ کے کوہ ودمن میں (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۳ص۲۳
جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۱۸)	// //	شمارہ۴ص۲۶
بیسویں صدی اور مذہبی ریاستوں کا قیام	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۴ص۳۱
جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۱۹)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۵ص۲۶
مرثیہ مولانا عبداللطیف مرحوم	عبدالحلیم احقر	شمارہ۵ص۲۹
جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۲۰)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۶ص۱۸
......اور جانا ہمارا شاہ پور ڈیم پر	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۶ص۲۴
اہلِ جنت کی شاہانہ زندگی (جنت اور اس کی بہاریں:۲۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۷ص۲۱
ماہِ رمضان کے اجمالی معمولات	مفتی محمد رضوان	شمارہ۸ص۱۴
فردوس کے بالاخانوں سے (جنت اور اس کی بہاریں:۲۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۸ص۱۵
وضو کے فضائل واحکام	ابوصہیب	شمارہ۸ص۲۳
عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال	مفتی محمد رضوان	شمارہ۹ص۲۹
جب دوسری زندگی شروع ہوگی (جنت کے قرآنی مناظر:۲۳)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۹ص۳۰
وضو کے فضائل واحکام	مفتی محمد یونس	شمارہ۹ص۳۴
اہلِ جنت کے مشاغلِ عیش وسُرور (جنت کے قرآنی مناظر:۲۴)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۰ص۱۴
اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے	// //	شمارہ۱۰ص۱۸
وضو کے مسائل واحکام	مفتی محمد یونس	شمارہ۱۰ص۲۱
والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (قسط۱)	مولانا غلام بلال	شمارہ۱۰ص۲۶
ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی	ادارہ	شمارہ۱۱ص۱۴

Idara Ghufran

عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال	مولانا غلام بلال	شمارہ۱۱ص۱۶
جنت میں بھوک ہوگی؟ (جنت کے قرآنی مناظر:۲۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۱۸
اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط:۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۲۱
قرآن مجید وغیرہ کو بے وضو چھونے کے احکام (وضو کے مسائل و احکام، قسط۲)	مفتی محمد یونس	شمارہ۱۱ص۲۴
والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (قسط۲)	مولانا غلام بلال	شمارہ۱۱ص۲۷

﴿تاریخی معلومات﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ ذیقعدہ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	شمارہ۱ص۲۷
ماہِ ذی الحجہ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۲ص۳۷
ماہِ محرم: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۳ص۲۸
ماہِ صفر: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۴ص۳۹
ماہِ ربیع الاول: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۵ص۳۰
ماہِ ربیع الآخر: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۶ص۲۸
ماہِ جمادی الاولیٰ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۷ص۲۶
ماہِ جمادی الاخریٰ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۸ص۲۷
ماہِ رجب: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۹ص۳۹
ماہِ شعبان: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۰ص۳۱
ماہِ رمضان: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۱ص۳۱

﴿علم کے مینار﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (قسط۱)	مولانا محمد ناصر	شمارہ۱ص۲۹

Idara Ghufran

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (قسط۲)	مولانا محمد ناصر	شمارہ۲ص ۳۹
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (قسط۳)	// //	شمارہ۳ص ۴۰
امام احمد رحمہ اللہ خلیفہ واثق اور خلیفہ متوکل کے زمانہ میں	// //	شمارہ۴ص ۴۱
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تالیفات (قسط۵)	// //	شمارہ۵ص ۴۲
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (چھٹی و آخری قسط)	// //	شمارہ۶ص ۴۰
امام شافعی رحمہ اللہ (قسط۱)	// //	شمارہ۷ص
امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس میں	// //	شمارہ۸ص ۲۹
امام شافعی کا مدینہ سے یمن اور پھر بغداد میں قیام	// //	شمارہ۹ص ۴۱
امام شافعی کی یمن سے بغداد آمد	// //	شمارہ۱۰ص ۳۳
امام شافعی کی مصر آمد اور وفات	// //	شمارہ۱۱ص ۳۳

تذکرۂ اولیاء

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حیاتِ لطیف الامت (آٹھویں و آخری قسط)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص ۳۴
قدیم ٹھٹھہ کے اولیاء وصوفیاء	// //	شمارہ۲ص ۴۵
حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط۱)	// //	شمارہ۳ص ۳۹
حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط۲)	// //	شمارہ۴ص ۴۴
حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط۳)	// //	شمارہ۵ص ۳۷
حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط۴).	// //	شمارہ۶ص ۳۲
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط۱)	مولانا محمد ناصر	شمارہ۷ص ۳۲
''صدیق'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب	// //	شمارہ۸ص ۳۳
اسلام سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقام	// //	شمارہ۹ص ۴۵
اسلام قبول کرنے کے بعد مشکلات کا سامنا	// //	شمارہ۱۰ص ۳۷
حضرت ابوبکر کی کمزور مسلمانوں کی مدد	// //	شمارہ۱۱ص ۳۷

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

﴿پیارے بچو!﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت ابراہیم اور خانہ کعبہ کی تعمیر	مولانا محمد ناصر	شمارہ۱ص۴۲
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی	// //	شمارہ۲ص۵۳
مسلمانوں کے پہلے خلیفہ	// //	شمارہ۳ص۴۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ۴ص۴۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کارنامے	// //	شمارہ۵ص۴۰
مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ	// //	شمارہ۶ص۳۶
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ۷ص۳۶
مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ	// //	شمارہ۸ص۳۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ۹ص۴۸
پہلا مسلمان بچہ	// //	شمارہ۱۰ص۴۱
بڑی عید اور قربانی	// //	شمارہ۱۱ص۴۱

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
صدقہ بصورت اعمال	مفتی محمد یونس	شمارہ۱ص۴۴
شکرادا کرنا	// //	شمارہ۲ص۵۶
آزمائش (قسط۱)	ابوصہیب	شمارہ۳ص۴۵
آزمائش (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۴ص۵۱
علم حاصل کرنے کی ضرورت (قسط۱)	// //	شمارہ۵ص۴۲
علم حاصل کرنے کی ضرورت (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۶ص۳۸
وضو کے فضائل	// //	شمارہ۷ص۳۹
شوہر کی ناشکری کی ممانعت	مولانا طلحہ مدثر	شمارہ۸ص۴۰

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ماں کی گود اولاد کی پہلی تربیت گاہ	مولانا طلحہ مدثر	شمارہ ۹ ص ۵۰
گھریلو ناچاقی اور اس کے اسباب (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۴۳
گھریلو ناچاقی اور اس کے اسباب (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۴۳

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
پانی یا ڈھیلے سے استنجاء کا تفصیلی حکم	ادارہ	شمارہ ۱ ص ۵۰
راستہ کے پانی اور کیچڑ کے پاک یا ناپاک ہونے کا حکم	// //	شمارہ ۲ ص ۶۰
نماز سے متعلق وسوسوں کا حکم	// //	شمارہ ۳ ص ۵۳
استنجاء واستبراء سے متعلق چند پہلوؤں کی تحقیق	// //	شمارہ ۴ ص ۵۹
نامعلوم کمیشن پر بیع کے ایک معاملہ کا حکم	// //	شمارہ ۵ ص ۵۰
غریب کو حاصل شدہ مالِ زکاۃ کا امیر کو استعمال کرنا	// //	شمارہ ۶ ص ۴۸
کیا لباس کا چوتھا جوڑا خارج از حاجت ہے؟	// //	شمارہ ۷ ص ۴۶
سائمہ جانوروں کے نصاب سے مستحقِ زکاۃ ہونے کا حکم	// //	شمارہ ۸ ص ۴۸
زکاۃ بغیر معاوضہ کے مالکانہ طور پر دینے کے احکام	// //	شمارہ ۹ ص ۵۹
عُشر کے نصاب کی تحقیق (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۵۰
عُشر کے نصاب کی تحقیق (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۵۰

کیا آپ جانتے ہیں؟

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
نیک عمل سے خوشی اور برے عمل سے غم کا ہونا	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۸۵
طعام ولباس وغیرہ میں کھود کرید وتعمّق مناسب نہیں	// //	شمارہ ۲ ص ۷۳
شراب نوشی والی جگہ یا شرابی کے پاس بیٹھنے کی ممانعت	// //	شمارہ ۳ ص ۸۰
تمباکو نوشی (Tobacco and Smoking) کے احکام (قسط ۱)	// //	شمارہ ۴ ص ۶۵

Idara Ghufran

تمباکونوشی (Tobacco and Smoking) کے احکام (دوسری وآخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۵ ص ۷۱
زکاۃ وصدقہ سے مال کا شر دُور اور مال محفوظ ہوجاتا ہے	// //	شمارہ ۶ ص ۷۵
کیا بنوہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۱)	// //	شمارہ ۷ ص ۶۴
کیا بنوہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۲)	// //	شمارہ ۸ ص ۵۴
کیا بنوہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۳)	// //	شمارہ ۹ ص ۶۶
کیا بنوہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۴)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۶۳
کیا بنوہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۵)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۵۸

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۴۱)	ابوجویریہ	شمارہ ۱ ص ۸۶
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۴۲)	// //	شمارہ ۲ ص ۷۹
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۴۳)	// //	شمارہ ۳ ص ۸۳
حضرت یوسف علیہ السلام (چوالیسویں وآخری قسط)	// //	شمارہ ۴ ص ۸۳
حضرت آدم علیہ السلام (قسط ۱)	مولانا طارق محمود	شمارہ ۵ ص ۸۳
حضرت آدم علیہ السلام (قسط ۲)	// //	شمارہ ۶ ص ۸۲
حضرت آدم علیہ السلام (قسط ۳)	// //	شمارہ ۷ ص ۷۹
آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کا حکم اور شیطان کا انکار	// //	شمارہ ۸ ص ۸۰
حضرت آدم وحوّا کا جنت میں قیام وطعام	// //	شمارہ ۹ ص ۸۲
حضرت آدم وحوا کو شیطان کا بہکانا	// //	شمارہ ۱۰ ص ۷۹
حضرت آدم اور مسئلہ عصمتِ انبیاء	// //	شمارہ ۱۱ ص ۷۴

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حجامہ یا سینگی لگوانا (قسط ۶)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۸۹

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

.حجامہ یا سینگی لگوانا(ساتویں وآخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۲ص۸۲
تلبینہ یعنی جَو(Barley)کے حریرہ کی افادیت	// //	شمارہ۳ص۸۵
سرکہ Vinegar کی اہمیت وافادیت	// //	شمارہ۴ص۸۷
پودینہ Peppermint	// //	شمارہ۵ص۸۷
انڈا(EGG)	// //	شمارہ۶ص۸۶
آم(Mango)	// //	شمارہ۷ص۸۳
جامنJambul	// //	شمارہ۸ص۸۴
انار(Pomergranate)	// //	شمارہ۹ص۸۶
عرق النسا(Sciatica)	// //	شمارہ۱۰ص۸۴
ہلدیTurmericکے اوصاف وخواص	// //	شمارہ۱۱ص۷۷

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۹۲
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۲ص۹۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۳ص۹۲
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۴ص۹۲
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۵ص۹۰
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۶ص۹۱
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۷ص۹۰
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۸ص۸۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۹ص۸۹
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۰ص۸۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۱ص۸۰

Idara Ghufran

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	حافظ غلام بلال	شمارہ ۱ ص ۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	حافظ غلام بلال	شمارہ ۲ ص ۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۳ ص ۹۳
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۴ ص ۹۳
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۵ ص ۹۲
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۶ ص ۹۳
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۷ ص ۹۲
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۸ ص ۸۹
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۹ ص ۹۰
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۱۰ ص ۹۰
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۱۱ ص ۸۱

نومولود کے احکام واسلامی نام

(مع متعلّقہ فضائل)

لڑکے اور لڑکی کی ولادت وکفالت اور پرورش کے فضائل واحکام

نومولود کے کان میں اذان دینے ،نومولود کی تحنیک کرنے ،نومولود کا نام تجویز کرنے

نومولود کے عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کے مدلَّل ومفصّل احکام اور متعلّقہ فضائل

نام تجویز کرنے سے متعلق اسلامی ہدایات واحکامات ،اور اسلامی ناموں کی فہرست

تصنیف:مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530